حدیث ابی بکرہ

﷽

چند ضروری باتیں

حمدا للہ صلوۃ وسلاما علی رسول اللہ وآل رسول اللہ

حضور سیدِ عالم ﷺ کے صحابہ نہایت درجہ عظمت والی ہستیاں ہیں اور ان کے بارے میں ہمارے اسلاف کی فکر یہی رہی کہ:

لا نذكرهم إلا بخير

یعنی جب بھی صحابہ کا ذکر آئے ہم انہیں اچھائی کے ساتھ ہی یاد کریں گے۔

ہم بھی اسی فکر کے پابند اور اسی پہ کاربند ہیں۔ مشاجراتِ صحابہ کے باب میں احوط رستہ کفِ لسان سمجھتے ہیں ورنہ بڑوں کے آداب کالحاظ نہ صرف مشکل بالکل ناممکن ہو کر رہ جاتا ہے۔

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ:

ناصبیوں کی جانب سے آئے دن حساس موضوعات کو چھیڑا جاتا ہے اور مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا شیر خدا کی ذاتِ اقدس پر صراحۃً، کنایۃً زبانِ طعن دراز کرنے کا سلسلہ کئی سالوں سے چل رہا ہے۔

چند سال پہلے مولانا الیاس صاحب کی جانب سے دبے لفظوں میں مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا شیر خدا اکرم اللہ تعالی وجھہ واخزی شانئہ کی تغلیط اور تخطیہ کیا گیا اور "بے گناہ بے خطا معاویہ معاویہ" کا نعرہ لگایا گیا۔

جب اہلسنت کی صفوں میں شورش بپا دیکھی تو اب اس نعرہ کو موقوف کر دیا گیا۔ مولانا الیاس صاحب نے نعرہ تو روک دیا لیکن فتنہ کو جگا دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی

ہے:

الْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ لَعَنَ اللهُ مَنْ أَيْقَظَهَا

فتنہ سورہا ہے۔ جو اسے جگائے اس پہ اللہ جل وعلا کی لعنت۔

(التدوین فی اخبار قزوین 291/1)

مولانا الیاس صاحب نے بیرونی اشاروں پر فتنہ کو جگانے میں اہم کردار ادا کیا اور ساتھ نہ صرف اپنی تحریک کو لے ڈوبے ہیں بلکہ اہلسنت کی صفوں میں بدترین خلفشار کا سبب بنے ہیں۔ اب تو آئے دن کوئی نا کوئی لعنتی خاندانِ رسول ﷺ کے بارے میں بکتا ہے یا مولائے کائنات کو نشانِ طعن بناتا ہے۔

ہم جوابی طور پر انتہائی محتاط روش اختیار کرتے ہیں اور اپنے متعلقین کو بھی سختی سے تاکید کرتے ہیں کہ کوئی ایسی بات نہ ہونے پائے کہ جس سے دفاعِ اہلِ بیت کی سعی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی بے ادبی ہو جائے۔

ناصبی ملعون زبانیں سینے پہ لٹکائے ہر جا بھونکتے پھر رہے ہیں لیکن ہم جواب میں کفِ لسان کا روزہ توڑنا ناجائز سمجھتے ہیں اور یہی ہمارے اسلاف کی تعلیم ہے۔

مگر اس کف لسان کا فائدہ ناصبیوں کو یہ ہو رہا ہے کہ جہاں چاہتے ہیں جو چاہتے ہیں مولائے کائنات کے خلاف بکواس کرکے چل دیتے ہیں اور یہ باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اہلِ سنت کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔

میری مادری زبان پوٹھوہاری میں ایک کہاوت ہے:

"شر میں نی ماری اندر بڑی، مورکھ آخے میں کولوں ڈری"

یعنی کسی نے شرم کے مارے کمرے میں جانے کو منتخب کیا تو بے عقل بولا: اس نے میرے

ڈر کے مارے ایسا کیا ہے۔

کچھ ایسا ہی معاملہ یہاں بھی ہے۔ اہلسنت کے پاس جوابات کی کمی نہیں لیکن جواب دینے کے لیے ہر کس وناکس کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں زبان کھولنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس لیے جواب میں خاموشی میں احتیاط سمجھی جاتی ہے۔

ورنہ تاریخِ اسلامی پہ معمولی نظر رکھنے والے بھی جانتے ہیں کہ:

- کف لسان مولائے کائنات کی ذاتِ اقدس کے تحفظ کی خاطر نہیں۔ بلکہ جو لوگ مولائے کائنات سے لڑے ان کے تحفظ کی خاطر کف لسان ضروری ہے۔
- کفِ لسان ٹوٹے تو مولائے کائنات کی عظمتوں پر کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ وہ عظمتیں مزید نکھر کر عالمِ رنگ وبو میں اپنی برکتیں بکھیرتی نظر آئیں گی۔ لیکن مولائے کائنات سے جنگ کرنے والوں کی شخصیات کے بارے میں ایسے حقائق زیرِ بحث آ سکتے ہیں کہ پھر عامۃ المسلمین کو ان بزرگوں کی بے ادبیوں سے روکنا انتہائی دشوار بلکہ ناممکن ہو سکتا ہے۔

لیکن اب یہ سلسلہ دنوں سے ہفتوں اور پھر مہینوں سے سالوں پر پھیل چکا ہے۔ مروانی بندر ٹی وی چینل پر، سوشل میڈیا پر، مساجد کے محراب و منبر پر کود کود کر اپنے حقیقی باپ داداؤں کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔

چند دن پہلے کچھ احباب کی وساطت سے ایک بن سلقلقیہ کی گفتگو سننے کو ملی۔ جسکا متن کچھ ایسے ہے:

اگر مولا علی اور حضرت امیر معایہ کے مابین جو اختلافات تھے جنگیں ہوئیں۔ ان کو اجتہادی معاملہ نہ سمجھیں۔۔۔ اگر یہ معاملہ اجتہادی نہ مانیں تو مولا علی کو بچانا مشکل ہے۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی پاک ﷺ سے سنا:

إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ

میرے نبی نے فرمایا: جب دو مسلمان ایک دوسرے کے خلاف تلوار اٹھالیں، دونوں جہنمی ہیں۔ قاتل بھی جہنمی مقتول بھی جہنمی۔

یہ حدیث کس مقام پہ اس حدیث کے راوی حضرت ابو بکرہ نے پڑھی؟

جب جنگِ صفین لگی ہوئی تھی۔۔۔!!!

مولا علی اور حضرت امیر معاویہ آپس میں جنگ کر رہے تھے۔ ٹکرا رہے تھے۔

اس مقام پہ تین گروہ تھے۔ ایک وہ تھا جو مولا علی کا ساتھ دے رہا تھا۔ ایک وہ تھا جو حضرت امیر معاویہ کا ساتھ دے رہا تھا۔ ایک وہ تھا جو دونوں طرف نہیں تھا۔ ان کا اجتہاد تھا اس حدیث کی بنیاد پہ۔

اور اس حدیث کے راوی حضرت ابو بکرہ احنُف بن قیس صحابیٔ رسول ﷺ کو خود منع کر رہے تھے کہ نہ مولا علی کا ساتھ دو نہ امیر معاویہ کا ساتھ دو۔ کیونکہ میں نے مصطفی ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے۔

مر جائے گا "۔۔۔۔۔" یہ حدیث کبھی نہیں پڑھے گا۔ جرات کرو یہ حدیث پڑھو بخاری شریف کی دوسری جلد میں۔ تمہارے نقاب تا کہ اتریں کہ تم اندر سے کیا ہو اور باہر سے کیا ہو۔

محدثین سر پکڑ کے بیٹھ گئے کہ حدیث بھی بخاری میں۔ صحابی راوی۔ اور موقع بھی جنگِ صفین کا۔

حضرت ابو بکرہ خود روک رہے ہیں کہ "دوہاں طرف نہ جائیو" حضور سے سنا ہے۔ انتہی

جاہل بلکہ اجہل کی گفتگو سن کر افسوس ہوا۔ یہ مروانی خطیب اور ان کا بپا اور ان کے بپا کے پروردہ کتورے ٹڈی دل کی طرح ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہیں اور جیسے اموی دورِ حکومت میں مولائے کائنات کی گستاخی کے بغیر خطبہ کو نامکمل سمجھا جاتا تھا، یونہی ان کی تقریریں اور خطابات بھی مولائے کائنات کے خلاف بکواس کے بغیر مکمل نہیں ہوتیں۔

بندہ نے اس کی گفتگو سنی تو احتیاط اسی میں سمجھی کہ بھونکنے والے کو بھونکنے دیا جائے اور اس عنوان کو نہ چھیڑا جائے۔

کیونکہ یہاں تینوں گروہ صحابہ کے ہیں اور صحابی ایک فرد نہیں بلکہ ایک ادارہ اور دین کا راوی ہے۔ اس لیے ہم ان عنوانات پر گفتگو سے اجتناب کرتے ہیں مبادا کوئی ایسا جملہ صادر ہو جائے جو ان بڑی بارگاہوں کے شایانِ شان نہ ہو۔

لیکن بپا کے کتورے کا جملہ:

"اگر یہ معاملہ اجتہادی نہ مانیں تو مولا علی کو بچانا مشکل ہے۔"

بہت شدید تکلیف دہ تھا اور تکلیف دہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سادہ لوح سنی مسلمانوں کی پریشانی کا سبب بھی۔ کیونکہ جب یہ کہا جائے کہ:

"اگر معاملہ اجتہادی نہ ہو تو مولائے کائنات کو بچانا مشکل ہے"

تو سمجھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ:

مولائے کائنات کو بچانے کے لیے اس معاملہ کو اجتہادی مانا جا رہا ہے۔ رہی بات حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی تو وہ ہر لحاظ سے مکمل بری ہیں۔ چاہے معاملہ اجتہادی ہو یا کچھ اور۔ یعنی اجتہاد کا سہارا مولائے کائنات کو بچانے کی غرض سے ہے۔ حضرت معاویہ ہر حال میں محفوظ ہیں۔

مجھ سے کئی ایک دوستوں نے تشویش کا اظہار کیا اور پھر جب بعض ساداتِ کرام کی جانب سے محسوس کیا کہ وہ نفوسِ عالیہ بھی اس بن سلقلقیہ کی گفتگو سے حیرانی اور پریشانی میں مبتلا ہیں تو مسئلہ کی وضاحت کی خاطر سطورِ ذیل کو سپردِ قلم کرنا ضروری سمجھا۔

بنیادی طور پر ہماری گفتگو حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث کے بارے میں ہے اسی لیے ان سطور کو "شرح حدیث ابی بکرہ" کے نام سے موسوم کیا۔ لیکن چونکہ متنِ حدیث کے ساتھ ساتھ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ کے اجتہاد کا بھی بیان ہے اور وہ اجتہاد جمہور صحابہ کرام کی رائے کے مقابل و مخالف تھا، سو اس موقع پر جمہور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی فکر و کردار کا ذکر بھی ضروری ہے۔ پس اتمامِ بحث کے لیے ان امور کو بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

موضوع کی دقت:

موضوع کی سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ جنگِ صفین میں مولائے کائنات سے لڑنے والے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ گو سابقینِ اولین سے نہیں لیکن امام حاکم کے بیان کردہ بارہ طبقاتِ صحابہ میں سے گیارہویں طبقے میں شمار ہوتے ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے بارے میں یہ مسئلہ طے شدہ ہے کہ:

نکف عن ذکر الصحابة الا بخیر

یعنی ہم خیر کے علاوہ صحابہ کا ذکر کرتے ہی نہیں۔

لیکن جب بات جنگِ صفین کی چھڑے جس میں مولائے کائنات یقینا یقینا یقینا حق پہ تھے اور اپنی ساری کی ساری جنگوں میں حق پر ہی تھے۔ بلکہ ہر حال میں حق پر تھے اور حق مولائے کائنات کے ساتھ دائر تھا۔

ایسی حالت میں وہ اشخاص جو حق کے مقابل تھے، ان کے لیے ایسے الفاظ کا چناؤ جن میں بے ادبی و گستاخی بھی نہ ہونے پائے، انتہائی دشوار مسئلہ ہے۔

بہر حال!

موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر ہم نے چند سطور سپردِ قلم کی ہیں اور حتی المقدور کوشش کی ہے کہ جنگِ صفین میں مولائے کائنات کے مقابل آنے والے حضرات کے لیے کوئی ایسا لفظ یا جملہ صادر نہ ہو جو ان شخصیات کے شایانِ شان نہ ہو۔

تنبیہ ہام:

لیکن یہاں اس بات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں کہ:

بندہ نے عوامی یا نجی گفتگو میں، کسی بھی حال میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی جانب، بغاوت، ظلم، خطا اور اس قسم کے الفاظ کی نسبت سے ہمیشہ احتراز کیا ہے۔ حتی کہ صحابہ کرام کی جانب خطا اجتہادی کی نسبت سے بھی حتی المقدور بچنے کی کوشش کی ہے۔ اگر مسئلہ کا ذکر ضروری سمجھا تو اسی جملہ پر اکتفاء کیا کہ:

"حق مولائے کائنات کے ساتھ تھا۔۔۔"

اور اس پر بلا ضرورت کسی جملہ یا لفظ کا اضافہ نہ کیا۔

کیونکہ ہمارے عرف میں بغاوت، ظلم، خطا انتہائی سخت معانی میں استعمال ہوتے ہیں اور ہماری صحابہ کرام سے عقیدتیں ہمیں اجازت نہیں دیتیں کہ ہم صحابہ کرام میں سے کسی کی جانب ایسے الفاظ کی نسبت کی جسارت کر سکیں۔

سطورِ ذیل میں جہاں بھی ظلم، بغاوت، خطا، خطا اجتہادی کا ذکر آئے گا اس کا ذکر صرف اور صرف بحیثیت ناقل سمجھا جائے۔

ورنہ ہماری عقیدت و محبت اس بات کی اجازت نہیں دیتی اور نہ ہی ہماری زبانوں میں حوصلہ ہے کہ ہم از ابتداء اس قسم کے الفاظ صحابہ کرام کے لیے بول سکیں۔

جن علماء نے یا جن احادیث میں اس قسم کے الفاظ کا ذکر آیا، ان کو ذکر کرنے کی صورت میں ان الفاظ کو ذکر کرنا اگر مجبوری نہ ہو تو ہم بحیثیتِ ناقل بھی یہ الفاظ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے لیے ہر گز نہ بولیں۔

لیکن باپائی ذریت نے منبروں کو ناپاک کر کے رکھ دیا ہے۔ لہذا بامر مجبوری اکابرِ اہلِ اسلام کی آراء کا بالاختصار ذکر ضروری ہونے کے سبب اس قسم کے الفاظ بحیثیتِ ناقل ذکر کرنا پڑے۔

از خدا جوییم توفیق ادب　　بی‌ادب محروم گشت از لطف رب

بی‌ادب تنها نه خود را داشت بد　　بلکه آتش در همه آفاق زد

از قلم:

بندہ از بندگانِ مولائے کائنات

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعۃ العین۔ سکھر

حدیثِ ابوبکرہ

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث صحیحین کے علاوہ دیگر کتبِ حدیث میں مختصرا اور مطولا موجود ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت احنف بن قیس نے کہا:

ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هَذَا الرَّجُلَ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟

میں اس شخصیت (یعنی مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا شیر خدا) کی نصرت کے لیے چلا تو حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ملے اور فرمایا: کہاں کا ارادہ ہے؟

میں نے کہا:

أَنْصُرُ هَذَا الرَّجُلَ

میں اس شخصیت کی نصرت کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابو بکرہ نے فرمایا:

ارْجِعْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا، فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا الْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ

واپس لوٹو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

جب دو مسلمان اپنی تلوار کے ساتھ ملیں تو قتل کرنے والا اور قتل ہونے والا دونوں آگ میں ہیں۔

میں (یعنی حضرت ابو بکرہ) نے عرض کی:

یا رسول اللہ!

یہ تو قاتل ہے (اس کا جہنم میں جانا سمجھ میں آتا ہے) مقتول کا کیا معاملہ ہے (وہ کیوں جہنم

میں جائے گا۔ حالانکہ اس نے تو کسی کو قتل نہیں کیا۔)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قتل ہونے والا اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

تخریج حدیث:

- صحیح بخاری ح31
- صحیح بخاری ح6875
- سنن ابی داود ح4268،4269

صحیح بخاری شریف ہی کے اندر ایک مقام پر یہ حدیث حضرت حسن بصری سے مروی ہے اور احنف بن قیس کا نام ساقط ہے۔ کہا:

خَرَجْتُ بِسِلَاحِي لَيَالِيَ الْفِتْنَةِ، فَاسْتَقْبَلَنِي أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قُلْتُ: أُرِيدُ نُصْرَةَ ابْنِ عَمِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ایام فتنہ کے اندر میں اپنے ہتھیار لے کر نکلا تو حضرت ابو بکرہ سے میرا سامنا ہوا۔ آپ نے فرمایا:

کہاں کا ارادہ ہے؟

میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے (مولائے کائنات) کی نصرت کا ارادہ ہے۔
(صحیح بخاری ح 7083)

صحیح مسلم میں بھی اس شخصیت کی تصریح ہے جس کی حضرت احنف بن قیس مدد کرنا چاہتے تھے۔ فرمایا:

أُرِيدُ نَصْرَ ابْنِ عَمِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (يَعْنِي عَلِيًّا).

میں رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی (یعنی حضرت سیدنا علی المرتضی) کی نصرت کا ارادہ رکھتا ہوں۔

(صحیح مسلم ح 2888)

مُفادِ متنِ حدیث:

مسلمان کا ناحق قتل شدید ترین کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے۔ پس اگر دو مسلمان ایک دوسرے کے قتلِ ناحق کے ارادے سے لڑ پڑیں تو جس نے قتل کیا وہ بھی جہنمی ہے، کیونکہ اس نے ایک مسلمان کو ناحق مار ڈالا۔ اور جو قتل ہوا وہ بھی جہنمی ہے۔ کیونکہ اس نے اگرچہ کسی کو قتل نہیں کیا لیکن وہ دوسرے مسلمان کو قتل کرنے کا عزمِ مصمم رکھتا تھا اور زندہ رہتا تو اسے مار ڈالتا۔

گناہ کی صرف نیت کرنے سے اس پہ اگرچہ مؤاخذہ نہیں ہوتا، لیکن جس قسم کا عزمِ مصمم یہاں پایا گیا ایسے عزمِ مصمم پہ مؤاخذہ ہوتا ہے، لہذا جو مر گیا لیکن قاتل کے قتلِ ناحق کا عزمِ مصمم لے کر مرا، پس مسلمان کے قتلِ ناحق کے عزمِ مصمم کی پاداش میں وہ بھی جہنم میں جائے گا۔

احنَف بن قیس:

حضرت احنف بن قیس مخضرمین سے ہیں۔

(معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم 1518/3)

آپ کا اصل نام ضحاک یا صخر تھا۔ قبیلہ تمیم کے سردار تھے۔ حضور سیدِ عالم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں اسلام قبول کیا۔ (لیکن زیارت سے مشرف نہ ہو سکے۔)

جنگِ صفین میں مولائے کائنات کے لشکر کے قائدین سے تھے۔

ابو احمد حاکم کے مطابق مرو کو چک کو احنف بن قیس نے فتح کیا۔

(سیر اعلام النبلاء 87/4)

رحمتِ عالم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں حضرت احنف بن قیس کی غیر موجودگی میں آپ کو دعائے مغفرت سے نوازا اور دعا فرمائی:

اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْأَحْنَفِ بْنِ قَیْسٍ

اے اللہ!

احنف بن قیس کی بخشش فرما۔

حضرت احنف کہا کرتے تھے:

مَا مِنْ عَمَلِي شَيْءٌ أَرْجَى لِي مِنْهُ

مجھے اپنے اعمال میں اس سے زیادہ امید کسی چیز پر نہیں۔

(مسند احمد 23161 ، الآحاد والمثانی لاب ابی عاصم 1225 ، مستدرک علی الصحیحین 6573)

عبد الرحمن بن عمارہ بن عقبہ کا کہنا ہے کہ میں کوفہ میں احنف بن قیس کے جنازہ میں حاضر ہوا۔ میں ان کی قبر میں اترنے والوں میں سے تھا۔ جب ہم مٹی برابر کر رہے تھے تو میں نے دیکھا: قبر تا حدِ نگاہ کشادہ ہو گئی ہے۔

میں نے اپنے ساتھ والوں کو یہ بات بتائی لیکن وہ اس کو دیکھنے سے محروم رہے۔

(سیر اعلام النبلاء 95/4 ، 96)

جاہل خطیب کی دو جہالتیں:

سطورِ بالا میں بپا کے معنوی بیٹے کا جملہ گزرا:

حدیث کے راوی حضرت ابو بکرہ احنف بن قیس صحابئِ رسول کو خود منع کر رہے تھے۔

اس ایک جملے میں جاہل نے ایک غلطی تو حضرت احنَف کا نام لینے میں کی۔ آپ کا مشہور نام احنَف تھا لیکن ان جہلاء کی حالت یہ ہے کہ احنَف کو احنُف پڑھتے ہیں اور مقابلہ اولادِ رسول ﷺ سے کرتے ہیں۔ قَاتَلَهُمُ اللهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ

اجہل الناس کی دوسری جہالت یہ کہ حضرت احنف کو صحابیِٔ رسول ﷺ کہہ رہا ہے۔ حالانکہ حضرت احنف کا شمار مخضرمین میں ہوتا ہے صحابہ میں نہیں۔

اسی انداز میں یہ لوگ غیر صحابہ کو صحابہ اور صحابہ کو غیر صحابہ بناتے رہے تو ان حضرات کے ذاتی صحابہ کی عنقریب نئی فہرست تیار ہو جائے گی۔

اور یہ کوئی ان لوگوں کی پہلی جہالت نہیں اور نہ ہی کسی ایک کی جہالت ہے۔ بچّے سے لے کر پوری لڑی "سلسلۂِ جَمَرات" کی ہے۔ ان کی جہالتوں کے بیان کے لیے مستقل تصنیف درکار ہے جو کم از کم سو مجلدات پر مشتمل ہو۔

باپائی ذریت کی جہالت اور گستاخیاں:

فیضانِ سنت (قدیم) ص 445 پہ مولانا الیاس صاحب نے "ولید بن مغیرہ" کو "سیدنا" بھی لکھ مارا اور "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہہ کر دعا بھی کر دی۔

ایک جانب کافر کو "سیدنا" اور "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہا جا رہا ہے اور دوسری جانب مولانا الیاس صاحب نے "کراماتِ عثمان غنی" نامی رسالہ کے صفحہ 19 پہ صحابیِٔ رسول حضرت جہجاہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھا:

ایک بد نصیب اور خبیث النفس انسان جس کا نام "جہجاہ غفاری" تھا کھڑا ہو گیا۔

(کراماتِ عثمان غنی ص 19)

باپائی فیضان یہی کچھ ہے جس سے فیض پانے والوں کو صحابہ و غیر صحابہ تک کی تمیز نہیں۔

اسی باپائی فیضان سے فیضان یافتہ مولانا محمد اقبال صاحب نے حیاۃ الحیوان کا ترجمہ کیا اور اس کا نام "عطار الجنان" رکھا۔ اس کے اندر لکھتے ہیں:

"اور ان میں ساروں سے زیادہ شیطان محمد بن ابی بکر تھے۔"

(عطار الجنان **195/1**)

لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم

حضرت محمد بن ابی بکر سیدنا ابو بکر صدیق کے بیٹے اور صحابیِ رسول ہیں۔ لیکن باپائی ذریت کی حالت یہ ہے کہ صحابیِ رسول کو "ساروں سے زیادہ شیطان" لکھ ڈالا۔۔۔قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ

قارئینِ کرام!

یہاں حیاۃ الحیوان کی اصل عبارت ذکر کرنا فائدے سے خالی نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ دجل و فریب کی پروردہ قوم بہانے بازی میں اپنی مثال نہیں رکھتی۔ ہو سکتا ہے کہ بہانہ کریں کہ چونکہ اصل عبارت میں ایسا لکھا تھا، اس وجہ سے مترجم کو یہ معنی کرنا پڑے۔ تو ہم قارئین کے سامنے حیاۃ الحیوان کی اصل عبارت بھی پیش کیے دیتے ہیں۔ حیاۃ الحیوان میں اس مقام پہ ہے:

وكان من أكبر المؤلبين عليه محمد بن أبي بكر

(حياة الحيوان الكبرى **83/1**)

گو عربی زبان میں "تألیب" کے کئی معنی بنتے ہیں لیکن جو معنی "صاحبِ عطار الجنان" نے کیے ہیں وہ معنی صرف باپائی لغت کے اعتبار سے بن سکتے ہیں، ورنہ سیدھے سادے معنی یہ بنتے کہ: حضرت محمد بن ابی بکر، حضرت عثمان کے خلاف لوگوں کو جمع کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر تھے۔

ہم بات کو ماضی کی جانب نہیں کھینچنا چاہتے ورنہ باپائی ذریت جن شخصیات کی اندھی تقلید کرتی ہے ان میں ایک نام مفتی احمد یار صاحب کا بھی آتا ہے اور مفتی احمد یار صاحب کی گفتگو پر بھی مواخذات ہیں۔

سورہ حجر کی آیت 47 کے تحت اپنے تفسیری حاشیہ میں لکھتے ہیں:

یعنی جن جنتی لوگوں کے دلوں میں جو کینہ وغیرہ تھے وہ یہاں دور کر دیئے جاویں گے۔

جیسے حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہماوغیرہ حضرات۔

(نور العرفان ص 421)

مولانا الیاس صاحب تو پڑھے لکھے بغیر مسند نشین ہو گئے لہذا ان سے اس قسم کی حرکتیں صادر ہونا کوئی اچنبھے کی بات نہیں، لیکن وہ لوگ جنہیں بڑھاچڑھا کر بالائے عرش بٹھانے کی کوشش کی جارہی ہے، وہ لوگ صحابہِ کرام کی جانب کبیرہ گناہوں کی نسبت کر کر کے چھاپ رہے ہیں۔۔۔ کیا یہ علاماتِ قیامت سے نہیں؟

حضرت ابو بکرہ:

آپ کا نام نُفَیْع بن حارث یا نُفَیْع بن مسروح ہے۔ آپ کا شمار فقہاء صحابہ میں ہوتا ہے۔

آپ بھاگ کر دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ وہ غلام ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔

(سیر اعلام النبلاء 5/3)

ثقیف نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ ابو بکرہ کو غلام بنا کر واپس لوٹا دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا، هُوَ طَلِيْقُ اللهِ، وَطَلِيْقُ رَسُوْلِهِ

نہیں۔ وہ اللہ جل وعلا کا آزاد کردہ ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کا آزاد کردہ ہے۔
(سیر اعلام النبلاء **10/3**)

حضرت حسن بصری کہتے ہیں:

بصرہ میں دو شخصیات سے افضل کوئی نہیں آیا:

ایک ابو بکرہ اور دوسرے عمران بن حصین۔
(سیر اعلام النبلاء **10/3**)

صحیح بخاری میں ہے:

وَجَلَدَ عُمَرُ أَبَا بَكْرَةَ وَشِبْلَ بْنَ مَعْبَدٍ وَنَافِعًا بِقَذْفِ الْمُغِيرَةِ ثُمَّ اسْتَتَابَهُمْ وَقَالَ مَنْ تَابَ قَبِلْتُ شَهَادَتَهُ

یعنی حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابو بکرہ، شبل بن معبد اور نافع پر حضرت مغیرہ پر زنا کی تہمت لگانے کے سبب حد جاری کی۔ پھر ان سے توبہ کا تقاضا کیا اور فرمایا کہ جو توبہ کرلے گا میں (اس کی آئندہ زندگی میں) اس کی گواہی قبول کرلوں گا۔ (اور جو توبہ نہیں کرے گا تادم حیات اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔)
(صحیح البخاری **170/3**)

سیر اعلام النبلاء میں ہے:

پھر حضرت عمر نے تینوں گواہوں سے توبہ کا تقاضا کیا تو حضرت ابو بکرہ نے توبہ نہیں کی جبکہ باقی دونوں نے توبہ کرلی۔ پھر جب کوئی شخص حضرت ابو بکرہ کو کسی معاملے پر گواہ بنانا چاہتا تو آپ فرمایا کرتے:

لوگوں نے مجھے فاسق قرار دے دیا ہے۔ (لہذا میری گواہی قبول نہیں کی جاتی۔)
(سیر اعلام النبلاء **6/3**)

ابنِ کثیر حضرت ابو بکرہ پر حدِ قذف جاری ہونے اور حضرت عمرِ فاروق کی جانب سے آپ کے غیر مقبول الشہادۃ قرار پانے کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

وهذه طرق صحيحة عن عمرَ رضي الله عنه وأرضاه فأما قبول رواية أبي بَكرة فمجمع عليه

یہ طرق حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہیں۔ رہی بات حضرت ابو بکرہ کی روایت کو قبول کرنے کی تو (اگرچہ آپ کی گواہی قبول نہ کی جاتی تھی لیکن) آپ کی روایت کا مقبول ہونا اجماعی مسئلہ ہے۔

(مسند الفاروق **465/2**)

آپ کا وصال **51** یا **52** ہجری کو ہوا اور صحابیٔ رسول حضرت ابو برزہ اسلمی نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

(سیر اعلام النبلاء **9/3**)

ایامِ فتنہ:

حضرت احنف کہتے ہیں:

خَرَجْتُ بِسِلَاحِي لَيَالِيَ الْفِتْنَةِ

یعنی میں فتنہ کے دنوں میں اپنے ہتھیار لے کر نکلا۔

یہاں فتنہ سے مراد جنگِ جمل ہے۔ حافظ ابنِ حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِالْفِتْنَةِ الْحَرْبُ الَّتِي وَقَعَتْ بَيْنَ عَلِيٍّ وَمَنْ مَعَهُ وَعَائِشَةَ وَمَنْ مَعَهَا

یعنی حضرت احنف جس فتنہ کی بات کر رہے ہیں اس سے مراد وہ جنگ ہے جو حضرت علی

اور آپ کے گروہ اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا اور آپ کے گروہ کے بیچ ہوئی۔

(فتح الباری لابن حجر 32/13)

جاہل خطیب کی تیسری جہالت:

میں سطورِ بالا میں بتا چکا کہ اس جاہل ٹولے کی جہالتوں کے بیان کے لیے ایک دو نہیں، بلکہ کئی مجلدات کی ضرورت ہے۔

سطورِ بالا میں جاہل کی گفتگو گزری، کہا:

محدثین سر پکڑ کے بیٹھ گئے کہ حدیث بھی بخاری میں۔ صحابی راوی۔ اور موقع بھی جنگِ صفین کا۔

قارئینِ کرام! یہی ہے ان کا کل علم۔۔۔!!!

سطورِ بالا میں مولانا الیاس صاحب کے علمی زور کی ایک دو مثالیں گزریں، کافر کو سیدنا اور رضی اللہ تعالی عنہ کہنا اور صحابیٔ رسول کو خبیث النفس قرار دینا۔۔۔ جب مواخذہ ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ صحابی ہیں یا نہیں۔

ان کا دوسرا گرو حضرت ابو جحیفہ کو بد عقیدہ قرار دیتا ہے۔ جب پکڑ کی جاتی ہے تو بولتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ صحابی تھے۔ جن کے گروؤں کی یہ علمی حالت ہے ان کے چیلوں کا اندازہ خود کر لیں۔

صحیح بخاری کے مطابق حضرت ابو بکرہ نے حضرت احنف بن قیس کو حضرت مولائے کائنات کی مدد سے روکا لیکن جنگِ جمل میں روکا۔ لیکن ان حضرات کا علمی زور اتنا ہے کہ جمل کو صفین اور صفین کو جمل بنانا ان کی چھنگلیا کا کھیل ہے۔

حضرت ابو بکرہ کے مذہب کا خلاصہ:

سطورِ بالا میں ہم مختصر المفادِ متنِ حدیث ذکر کر چکے لیکن حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی اجتہادی فکر یہ تھی کہ:

جب دو مسلمان ایک دوسرے کے مقابل تلوار نکال لیں۔ چاہے بالتاویل یا بلا تاویل، بر حق یا نا حق، چاہے ان میں سے ایک امیر المؤمنین اور خلیفۂ بر حق اور دوسرا گروہ باغی ہی کیوں نہ ہو، ایسی صورتِ حال میں خلیفۂ بر حق کا ساتھ بھی نہیں دینا چاہیے۔ اور جو ساتھ دے گا، وہ مقتولین سے ہو یا قاتلین سے، وہ حدیثِ مذکور میں بیان کردہ وعید کا مستحق ہو گا۔

حضرت ابو بکرہ کی دلیل:

حضرت ابو بکرہ کی دلیل سطورِ بالا میں مذکور حدیثِ مصطفی ﷺ ہے۔ آپ نے اس حدیث کو اپنے عموم واطلاق پر سمجھا اور اسی بنیاد پر حضرت احنف کو مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کی مدد سے روکا اور خود بھی جمل وصفین میں شرکت سے اجتناب کیا۔

حضرت ابوبکرہ کا اجتہاد
نقد کے ترازو میں

یہاں دو باتوں کا لحاظ ضروری ہے:

(1):

یہ فرمانِ مصطفی ﷺ بالخصوص اربابِ جمل وصفین کے بارے میں وارد نہیں ہوا۔ اس فرمانِ رسول ﷺ کو اربابِ جمل کے خلاف سمجھنا حضرت ابو بکرہ کی ذاتی رائے تھی۔ اور

یہ امر بالکل واضح ہے، محتاجِ بیان نہیں۔ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ باپائی ذریت اس جیسے اجلی بدیہیات کی سمجھ سے بھی عاری ہے۔

:(2)

حضرت ابو بکرہ صحابیِ رسول ﷺ ہیں اور ہم ان کے بارے میں کسی بھی قسم کی بد گمانی نہیں کرسکتے۔ ہم ہرگز یہ تصور نہیں کرسکتے کہ آپ نے حضرت احنف کو مولائے کائنات کی مدد و نصرت سے معاذ اللہ کسی حسد یا مولائے کائنات سے کسی بغض وعداوت کی بنیاد پر روکا ہو۔

ہم سطورِ بالا میں ذکر کرچکے کہ حضرت ابو بکرہ کا شمار فقہاء صحابہ میں ہوتا تھا۔ لہذا آپ کا یہ روکنا ایک اجتہاد کی بنیاد پر تھا۔ لیکن چونکہ باپائی اور مروانی ذریت اس اجتہاد کو مولائے کائنات کی ذاتِ والا کے سامنے لانا چاہتے ہیں بلکہ لے آئے ہیں، لہذا اس اجتہاد کو پرکھنا اور نقد کے ترازو میں رکھنا ضروری ہے۔

اجتہادِ حضرت ابو بکرہ

قرآنِ عظیم کے تناظر میں:

اللہ جل وعلا کا ارشادِ گرامی ہے:

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ

اگر ایمانداروں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے بیچ صلح کرواؤ۔ پھر اگر ان میں سے

ایک دوسرے کے خلاف بغاوت کرے تو جس نے بغاوت کی اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکمِ الٰہی کی جانب پلٹے۔ پس اگر وہ پلٹ آئے تو ان کے بیچ عدل کے ساتھ صلح کراؤ اور انصاف کرو۔ بے شک اللہ جل وعلا انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

(سورة الحجرات آیت 09)

جب اہلِ ایمان کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو قرآنِ عظیم نے دو راہیں مقرر فرمائیں:

(1): ان کے بیچ صلح کروائی جائے۔

(2): اگر ان میں سے ایک ظلم وبغاوت پر اتر آئے تو اس کے خلاف جنگ کی جائے تا آنکہ وہ حکمِ الٰہی کی جانب رجوع کرے۔

اور یہ دو راہیں بھی دو اس وقت تک رہیں گی جب تک دونوں گروہوں میں سے ہر گروہ صلح کے لیے تیار ہو۔ اگر ان میں سے ایک گروہ بغاوت و ظلم پر اتر آتا ہے تو اب انہیں ظلم وبغاوت سے روکنے کے لیے ایک ہی راہ ہے اور وہ ہے: قتال کے اہل لوگوں کا فرقہ باغیہ کے خلاف قتال۔

بہر حال!

قرآنِ عظیم نے ان دو راہوں کے علاوہ کوئی تیسری راہ نہیں رکھی۔ اور اس میں شک نہیں کہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ان دونوں راہوں میں سے کسی ایک کا بھی انتخاب نہیں کیا بلکہ ایک تیسری راہ کو چنا اور وہ تھی:

دونوں گروہوں سے علیحدگی۔

اور ظاہر ہے کہ جب کسی کا اجتہاد صریح حکمِ قرآنی کے خلاف ہو تو ایسے اجتہاد کی تصویب نہیں کی جاسکتی۔

اجتہادِ حضرت ابو بکرہ

سنت کے تناظر میں:

مولائے کائنات کی جانب سے جنگِ جمل و صفین اور پھر خوارج کے خلاف قتال ذاتی رائے کے بجائے حکمِ مصطفوی کی تعمیل تھا۔ متعدد احادیث اس امر کی دلیل ہیں جو کئی صحابہ سے مختلف الفاظ واسانید کے ساتھ مروی ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِهِ، كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ

تم میں سے ایک شخص وہ ہے جو قرآن کی تاویل پہ ایسے ہی قتال کرے گا جیسے میں نے قرآن کی تنزیل پہ قتال کیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں:

فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ

یعنی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما اٹھ کھڑے ہوئے (کہ شاید یہ بشارت ہم میں سے کسی کے لیے ہے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا وَلَكِنَّهُ خَاصِفُ النَّعْلِ

(آپ دونوں) نہیں۔ لیکن جوتا گانٹھنے والا۔

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں:

وَعَلِيٌّ يَخْصِفُ نَعْلَهُ

مولائے کائنات اس وقت رسول اللہ ﷺ کا جوتا گانٹھ رہے تھے۔

(مسند احمد 1258 ، 11289 ، 11773 ، مصنف ابن ابی شیبۃ 34253 ، فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 1071 ، 1083 ، السنن الکبری للنسائی 8488 ، خصائص علی 156 ، مسند ابی یعلی 1086 ، شرح مشکل الآثار 4058 ، 4059 ، 4060 ، 4061 ، صحیح ابن حبان 3273 ، الشریعۃ للآجری 1591 ، المستدرک علی الصحیحین 4621)

حاکم نے کہا:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ

ذہبی نے کہا:

علی شرط البخاري ومسلم

(المستدرک 132/3)

وجہِ استدلال:

حضور رحمتِ عالم ﷺ نے مولائے کائنات کے تاویلِ قرآن پہ قتال کی نہ صرف خبر دی بلکہ مولائے کائنات کے "قتال بر تاویل" کو اپنے "قتال بر تنزیل" کے ساتھ تشبیہ دے کر مولائے کائنات کی جنگوں کی حیثیت واضح فرمادی۔

یعنی: جیسے مصطفی کریم ﷺ کا قتال بر تنزیل یقینا حق اور صواب اور حکمِ خداوندی کی بجا آوری تھا، یونہی مولائے کائنات کا قتال بر تاویل بھی حق وصواب اور حکمِ خداوندی کی بجا آوری تھا۔

اور اگر اس بات کو تسلیم نہ کیا جائے تو تشبیہ کی کوئی خاص وجہ سمجھ نہیں آتی۔

سو ماننا پڑے گا کہ رسول رحمت ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی مولائے کائنات کی جنگوں کی بھی خبر دے دی تھی اور ان جنگوں میں مولائے کائنات کی حقانیت پر مہر بھی

ثبت فرمادی تھی۔ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ؟

صریح نصوص:

مذکورہ بالا احادیثِ طیبہ میں مولائے کائنات کی جنگوں کی خبر بھی دی گئی اور ان جنگوں میں مولائے کائنات کی حقانیت کا اعلان بھی فرمادیا گیا۔ لیکن صریح لفظوں میں مولائے کائنات کو جنگ کا حکم صادر نہیں فرمایا گیا۔

البتہ ذخیرۂ احادیث میں ایسی روایات بھی موجود ہیں جن کے پیشِ نظر یہ کہنا یقین کی حد تک درست ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے مولائے کائنات کو صریح الفاظ میں جنگ کا حکم ارشاد فرمایا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ جب حکمِ نبوی صادر ہو جائے تو پس وپیش کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور نہ ہی مسئلہ اجتہادی رہتا ہے۔

مولائے کائنات سے متعدد روایات:

❖ علقمہ کہتے ہیں کہ مولائے کائنات نے فرمایا:

أُمِرْتُ بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ، وَالْقَاسِطِينَ، وَالْمَارِقِينَ

مجھے بیعت توڑنے والوں، ظالموں اور دین سے نکل جانے والوں سے قتال کا حکم دیا گیا۔

(مسند بزار ح 604 ، الکامل فی ضعفاء الرجال 510/2 ، تاریخ دمشق 469/42 ، انساب الاشراف للبلاذری 138/2 ، السنۃ لابن ابی عاصم 907)

ربیعہ بن ناجد کا کہنا ہے: میں نے مولائے کائنات کو فرماتے سنا:

«أُمِرْتُ بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ، وَالْقَاسِطِينَ، وَالْمَارِقِينَ»

مجھے بیعت توڑنے والوں، ظالموں اور دین سے نکلنے والوں سے جنگ کا حکم دیا گیا ہے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی ح 8433 ، معجم ابن المقرئ ح 1319)

❖ امام حسین علیہ السلام مولائے کائنات کرم اللہ تعالی وجہ واخزی شانئہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا:

أمرني الله رسول ﷺ بقتال الناكثين والمارقين والقاسطين

رسول اللہ ﷺ نے مجھے بیعت توڑنے والوں، دین سے نکل جانے والوں اور ظالموں سے قتال کا حکم دیا۔

(تاریخِ دمشق **468/42**)

❖ علی بن ربیعہ کہتے ہیں:

سَمِعْتُ عَلِيًّا، عَلَى مِنْبَرِكُمْ هَذَا، يَقُولُ: «عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالْمَارِقِينَ»

میں نے مولائے کائنات کرم اللہ تعالی وجہ واخزی شانئہ کو تمہارے اس منبر پر فرماتے سنا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے تاکید کی کہ میں بیعت توڑنے والوں اور ظالموں اور دین سے نکل جانے والوں سے قتال کروں۔

(مسند البزار ح **774** ، مسند ابی یعلی موصلی ح **519** ، تاریخِ دمشق **468/42** ، اسد الغابۃ **102/4**)

❖ سعد بن جنادہ مولائے کائنات سے راوی، فرمایا:

أمرت بقتل ثلاثة القاسطين والناكثين والمارقين فأما القاسطون فأهل الشام وأما الناكثون فذكرهم وأما المارقون فاهل النهروان يعني الحرورية

مجھے تین گروہوں سے قتال کا حکم دیا گیا۔ ظالموں سے، بیعت توڑنے والوں سے اور دین سے نکل جانے والوں سے۔ ظالم تو شام والے ہیں اور بیعت توڑنے والے، مولائے کائنات

نے ان کا (یعنی اربابِ جمل کا) ذکر فرمایا اور دین سے نکل جانے والے نہروان والے ہیں یعنی فرقہ حروریہ (خوارج)۔

(تاریخِ دمشق 469/42)

❖ انس بن عمرو اپنے والد سے اور وہ مولائے کائنات کرم اللہ تعالی وجھہ واخزی شانئہ سے راوی، فرمایا:

أمرت بقتال ثلاثة المارقين والقاسطين والناكثين

مجھے تین گروہوں سے قتال کا حکم دیا گیا: دین سے نکل جانے والوں، ظالموں اور بیعت توڑنے والوں سے۔

(تاریخِ دمشق 469/42)

❖ ابراہیم اور ابو سعید تیمی مولائے کائنات سے راوی، فرمایا:

أمرت بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين

مجھے بیعت توڑنے والوں، حق سے منحرف ہونے والوں اور مذہب سے نکل جانے والوں سے جنگ کا حکم دیا گیا۔

(تاریخِ دمشق 469/42)

❖ خلید قصری کہتے ہیں کہ میں نے جنگِ نہروان کے موقع پر مولائے کائنات کو فرماتے سنا:

أمرني رسول الله ﷺ بقتال الناكثين والمارقين والقاسطين

مجھے رسول اللہ ﷺ نے بیعت توڑنے والوں، دین سے نکل جانے والوں اور ناانصافوں سے قتال کا حکم دیا۔

(تاریخِ دمشق 470/42)

یوں تو مولائے کائنات سے مروی ان احادیث کے بعد کوئی بھی ایماندار یقینی طور پر کہہ سکتا ہے کہ مولائے کائنات کی جنگیں ذاتی اجتہاد کے بجائے حکمِ نبوی کی تعمیل تھیں۔ لیکن مروانی ٹولے اور باپائی ذریت سے کچھ بعید نہیں کہ بغضِ مولائے کائنات میں مولائے کائنات پر ہی کوئی اعتراض نہ کھڑا کر دیں۔

لہذا چند دوسرے صحابہ کی مرویات بھی نذرِ قارئین کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ باپائیوں اور مروانیوں پر حجت تام ہو جائے:

ابنِ مسعود سے مرویات:

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ فرمایا:

أُمِرَ عَلِيٌّ بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالْمَارِقِينَ

حضرت علی کو بیعت توڑنے والوں، ظالموں اور دین سے نکل جانے والوں سے جنگ کا حکم دیا گیا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی **10054** ، المعجم الاوسط لہ ح **9434** ، المسند للشاشی ح **322**)

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے کاشانۂ اقدس میں تشریف لائے تو مولائے کائنات مولا علی بھی حاضرِ خدمت ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يا أم سلمة هذا والله قاتل القاسطين والناكثين والمارقين بعدي

اے ام سلمہ! اللہ کی قسم یہ شخص میرے بعد ظالموں، بیعت توڑنے والوں اور مذہب سے نکل جانے والوں سے قتال کرے گا۔

(تاریخِ دمشق **470/42**)

حضرت ابو سعید خدری:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیعت توڑنے والوں، ناانصافوں اور مذہب سے نکل جانے والوں سے قتال کا حکم دیا۔

ہم نے عرض کی:

یا رسول الله أمرتنا بقتال هؤلاء فمع من؟

یارسول اللہ! آپ نے ہمیں ان کے ساتھ قتال کا حکم تو دے دیا۔ تو ہم کس کی معیت میں قتال کریں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مع علي بن أبي طالب معه يقتل عمار بن ياسر

علی بن ابی طالب کے ساتھ۔ ان کے ساتھ عمار بن یاسر ہوں گے اور وہ شہید کر دیئے جائیں گے۔

(تاریخ دمشق **471/42** ، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ **102/4**)

مسلمانو!

خدارا انصاف!!!

کیا ایسے صریح فرامینِ مصطفویہ کے بعد مولائے کائنات کی حقانیت میں شک کی کوئی گنجائش باقی رہتی ہے؟؟ اور کیا اس قسم کے صریح فرامینِ نبویہ کے بعد مولائے کائنات کو کسی اجتہاد کی ضرورت ہے؟

باپائی ذریت بھونک رہی ہے کہ:

"مسئلہ کو اجتہادی نہ بنائیں تو مولا علی کو بچانا مشکل ہے۔"

ان ظالموں سے کوئی پوچھے کہ: جب مولائے کائنات کے لیے ایسے صریح فرامینِ مصطفویہ موجود ہیں تو پھر مولائے کائنات کو اجتہاد کی کونسی حاجت ہے؟

جوازِ اجتہاد کے لیے مسئلہ کا غیر منصوص علیہا ہونا شرط ہے۔ جب ایک نص نہیں، متعدد نصوصِ صریحہ موجود ہیں تو مولائے کائنات اجتہاد کیوں فرمائیں گے؟

حضرت ابو رافع:

حضرت ابو رافع کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا أَبَا رَافِعٍ سَيَكُونُ بَعْدِي قَوْمٌ يُقَاتِلُونَ عَلِيًّا، حَقًّا عَلَى اللهِ جِهَادُهُمْ فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ جِهَادَهُمْ بِيَدِهِ فَبِلِسَانِهِ، فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ، لَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ شَيْءٌ

اے ابو رافع!

میرے بعد ایک قوم ہوگی جو علی سے جنگ کریں گے۔ تو ایسے لوگوں کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے۔ تو جو ان کے ساتھ ہاتھ سے نہ لڑ سکے اسے چاہیے کہ زبان سے جہاد کرے۔ جو زبان سے نہ کر سکے اسے چاہیے کہ دل سے کرے۔ اس سے پرے کچھ بھی نہیں ہے۔

(المعجم الكبير للطبرانی ح 955 ، معرفة الصحابه لابی نعيم ح 863 ، ترتيب الامالی الخميسية للشجری ح 670 ، اللطائف ن دقائق المعارف لابی موسی المدينی ح 891)

حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری:

عبد الرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ میں صفین میں تھا۔ میں نے ایک نقاب پوش شخص دیکھا جس نے اپنی داڑھی اپنے عمامہ کے (شملے کے) نیچے سے باہر نکالی ہوئی تھے۔ میں نے

اسے دیکھا کہ وہ لوگوں کے ساتھ بڑی شدت کے ساتھ دائیں بائیں قتال کر رہا ہے۔

میں نے کہا:

يَا شَيْخُ تُقَاتِلُ النَّاسَ يَمِينًا وَشِمَالا

شیخ! آپ تو دائیں بائیں سے لوگوں سے لڑ رہے ہیں۔۔۔!!!

انہوں نے اپنا عمامہ ہٹا دیا، پھر فرمایا:

سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: **قَاتِلْ مَعَ عَلِيٍّ وَقَاتِلْ**

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: علی کی ہمراہی میں لڑ اور لڑ۔۔۔!!!

پھر فرمایا:

وَأَنَا خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيُّ

اور میں خزیمہ بن ثابت انصاری ہوں۔

(موضح اوہام الجمع والتفریق للخطیب البغدادی **265/1** ، شرح ابن ماجہ لمغلطای ص**642**)

حضرت ابو ایوب انصاری:

یہ حدیث کوئی ایسی نہ تھی جو جنگِ جمل و صفین کے بعد لوگوں نے سنی ہو۔ عقاب بن ثعلبہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری نے مجھے حضرت عمر کے دورِ خلافت میں بتایا:

أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ، وَالْقَاسِطِينَ، وَالْمَارِقِينَ

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ واخزی شانئہ کو بیعت توڑنے والوں، ظالموں اور دین سے نکل جانے والوں سے قتال کا حکم دیا۔

(المستدرک علی الصحیحین **4674** ، تاریخِ دمشق **472/42**)

حضرت ابو ایوب انصاری سے دوسری روایت:

اصبغ بن نباتہ حضرت ابو ایوب انصاری سے راوی، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہ واخزی شانئہ سے فرماتے سنا:

تُقَاتِلُ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ، وَالْمَارِقِينَ بِالطُّرُقَاتِ، وَالنَّهْرَوَانَاتِ، وَبِالشَّعَفَاتِ

تم بیعت توڑنے والوں سے اور ظالموں سے اور دین سے نکل جانے والوں سے تنگ رستوں، نہروانوں اور بلند چوٹیوں پہ جنگ کروگے۔

(المستدرک علی الصحیحین ح 4675)

حضرت ابو ایوب انصاری سے تیسری روایت:

علقمہ واسود کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو ایوب انصاری جنگِ صفین سے واپس آئے تو ہم دونوں آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے:

يَا أَبَا أَيُّوبَ، إِنَّ اللَّهَ أَكْرَمَكَ بِنُزُولِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَجِيءِ نَاقَتِهِ تَفَضُّلا مِنَ اللَّهِ وَإِكْرَامًا لَكَ، حَتَّى أَنَاخَتْ بِبَابِكَ دُونَ النَّاسِ، ثُمَّ جِئْتَ بِسَيْفِكَ عَلَى عَاتِقِكَ تَضْرِبُ بِهِ أَهْلَ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ؟

اے ابو ایوب!

بے شک اللہ جل وعلا نے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی میزبانی کے ساتھ عزت بخشی، اللہ جل وعلا کے فضل سے اور آپ کے اعزاز کے لیے آپ ﷺ کی اونٹنی کا آنا، حتی کہ آپ ﷺ نے اونٹنی کو دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر آپ کے دروازے پر بٹھایا۔ پھر آپ اپنے کاندھے پہ تلوار رکھ کر کلمہ گویان کو مارنے آگئے ہیں۔

حضرت ابوایوانصاری نے فرمایا:

يَا هَذَا، إِنَّ الرَّائِدَ لا يَكْذِبُ أَهْلَهُ، وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِقِتَالِ ثَلاثَةٍ مَعَ عَلِيٍّ: بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ، وَالْقَاسِطِينَ، وَالْمَارِقِينَ، فَأَمَّا النَّاكِثُونَ: فَقَدْ قَاتَلْنَاهُمْ أَهْلَ الْجَمَلِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ: فَهَذَا مُنْصَرَفُنَا مِنْ عِنْدِهِمْ، يَعْنِي: مُعَاوِيَةَ وَعَمْرًا،

اے شخص!

رہنمائے قافلہ کبھی اپنوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ اور بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حضرت علی کی معیت میں تین گروہوں سے قتال کا حکم دیا ہے:

بیعت توڑنے والے، ظالم اور دین سے نکل جانے والے۔

بیعت توڑنے والوں اہلِ جمل حضرت طلحہ وزبیر سے ہم جنگ کر چکے ہیں۔ رہے ظالم تو ہم ابھی انہی کی جانب سے لوٹ کر آئے ہیں (یعنی حضرت معاویہ وحضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہما)

(تاریخِ بغداد **243/15** ، تاریخِ دمشق **472/42**)

قارئینِ کرام!

اس سلسلے میں احادیث وآثار انتہائی کثرت کے ساتھ موجود ہیں لیکن ہم نے اختصار کے پیشِ نظر صرف چند کے ذکر پر اکتفاء کیا۔ ان احادیث مذکورہ بالا کے پیشِ نظر معمولی سے معمولی عقل کا حامل بھی سمجھ سکتا ہے کہ مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ تعالی وجہ واخزی شانئہ کی جانب سے جنگِ جمل، جنگِ صفین اور قتالِ خوارج ذاتی اور اجتہادی رائے کے بجائے صریح حکمِ نبوی کی تعمیل تھی۔ اور یہ حکمِ نبوی فقط مولائے کائنات کے پاس محفوظ نہیں تھا بلکہ صحابہ کرام کے بیچ معروف ومشہور تھا۔

اب فیصلے کا اختیار ہم قارئین کو دینا چاہیں گے کہ:

کیا صریح حکمِ نبوی کے مقابل اجتہاد کے لیے کوئی راہ بچ جاتی ہے ؟؟؟

ہم قارئین کو ایک بار پھر متنبہ کرنا چاہیں گے کہ: حضرت ابو بکرہ صحابیِٔ رسول اور بے مثال عظمت کے حامل ہیں۔ ماشما کی حیثیت نہیں کہ ان کے اجتہادات کو تول سکیں۔ لیکن چونکہ ناصبیوں کی جانب سے بھرپور کوشش جاری ہے کہ مولائے کائنات کو کسی نا کسی صورت معاذ اللہ غلط و خطا کا مرتکب قرار دے دیں۔ اس لیے اظہارِ حق کی خاطر ان سطور کو لکھنے کی جسارت کی۔ تاکہ اہلِ اسلام سمجھ سکیں کہ:

جنگِ جمل و صفین میں غیر جانبداری بعض صحابہ کا اجتہاد سہی لیکن یہ اجتہاد رسول اللہ ﷺ کے صریح حکم کے مقابل واقع ہوا۔

تنبیہ نبیہ:

میں یہاں پر جاہل باپائی ذریت سے ایک بار پھر پوچھنا چاہوں گا کہ تمہاری یہ بکواس کہ:

"مسئلہ کو اجتہادی نہ بناؤ تو مولا علی نہیں بچتے"

معاذ الله من ذلک

احادیث مذکورہ بالا کے پیشِ نظر بتاؤ کہ مولائے کائنات کے ساتھ تو مصطفی کریم ﷺ کھڑے ہیں۔ کیا مولائے کائنات کو مسئلہ کے اجتہادی ہونے کی ضرورت ہے ؟؟؟

یقیناً مولائے کائنات کو مسئلہ کے اجتہادی ہونے کی چنداں حاجت نہیں، کیونکہ مسئلہ اجتہادی تب بنتا ہے جب خاص نص موجود نہ ہو۔ جب اس مسئلہ میں صاف صاف نصوص موجود ہیں تو مولائے کائنات کو "اجتہاد" کا سہارا لینے کی کوئی حاجت نہ تھی۔

البتہ ناصبیوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے تھا کہ: مسئلہ کو اجتہادی نہ بناؤ تو مولائے کائنات سے

جنگ کرنے والے نہیں بچتے۔۔۔!!!

جی ہاں!

لیکن میں سنی بھائیوں کو ایک بار پھر تاکید کرنا چاہوں گا کہ باپائی اور مروانی ذریت کے گھٹیا پن کی وجہ سے حضرت معاویہ کی بے ادبی نہ کریں۔ کیونکہ ہم انہیں صحابی مانتے ہیں چاہے گیارہویں درجہ ہی کے سہی۔

بہر حال:

جب مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ تعالی وجہ الکریم کا تلوار اٹھانا حکمِ سیدِ عالم ﷺ کی تعمیل تھا تو حضرت ابو بکرہ کا مولائے کائنات کی مدد سے روکنا اور رکنا، آپ کی رائے کا حکم جاننا دشوار نہیں۔

مولائے کائنات کی مدد واجبِ دینی:

ہم سطورِ بالا میں صراحت کر چکے کہ حضرت ابو بکرہ کا جنگِ جمل و صفین میں حصہ نہ لینا اور جنگِ جمل کے موقع پر حضرت احنف کو بھی شرکت سے روکنا ہر گز کسی عناد و بغض کی وجہ سے نہ تھا۔ یہ محض آپ کا اجتہاد تھا۔ لیکن چونکہ یہاں بات رائے کے رجحان کی ہے اور وہ بھی مابین الصحابہ، معاذ اللہ صحابہ کو بعد والی امت کے مقابل لاکر موازنہ نہیں کیا جارہا، بلکہ حضرت ابو بکرہ کی رائے کو جمہور صحابہ اور بالخصوص مولائے کائنات کے موقف کے مقابل دیگر دلائلِ شرعیہ کے تناظر میں بصد ادب و احترام دیکھا جارہا ہے۔

پس اس سلسلے میں ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ:

مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ تعالی وجہ الکریم کی مدد و نصرت اہلِ ایمان کی اہم ترین ذمہ داریوں سے ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے موائے کائنات سے

فرمایا تھا:

یَا عَلِيُّ: سَتُقَاتِلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ وَأَنْتَ عَلَى الْحَقِّ، فَمَنْ لَمْ يَنْصُرْكَ يَوْمَئِذٍ فَلَيْسَ مِنِّي

اے علی! عنقریب تم سے باغی گروہ لڑے گا اور تم حق پہ ہو گے۔ تو جو شخص اس روز تمہاری مدد نہ کرے وہ مجھ سے نہیں۔

(تاریخِ دمشق **473/42** ، جمع الجوامع **595/12**)

اس حدیث کی سند پہ کلام ہو سکتی ہے لیکن اس حدیث کے علاوہ دیگر امور بھی موجود ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ مولائے کائنات کرم اللہ تعالی وجہ واخزی شانئہ کی مدد ونصرت واجباتِ دینیہ سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مولائے کائنات کے حق میں دعا کرتے ہوئے کہا:

وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ، وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ

اے اللہ! جو علی کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما اور جو علی کی مدد چھوڑے تو اس کو مخذول فرما۔

یہ جملہ حدیثِ ولایت جو متواتر ہے، اس حدیث کا حصہ ہے اور متعدد صحابہ سے مختلف طرق سے مروی ہے۔

حضرت زید بن ارقم:

حضرت زید بن ارقم سے ابو الطفیل راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے مولائے کائنات کے لیے دعا فرمائی:

وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ، وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ

اے اللہ! جو علی کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما اور جو علی کی مدد چھوڑے تو اس کو مخذول فرما۔

(مسند احمد 952)

ابو اسحاق نے بھی حضرت زید بن ارقم سے اس حدیث کو روایت کیا۔

(تاریخِ دمشق 219/42)

حضرت سعید:

حضرت سعید سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

(مسند احمد 951)

مولائے کائنات:

❖ عبد الرحمن بن ابی لیلی سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ:

سیدنا مولائے کائنات کے فرمانے پر بارہ افراد نے اٹھ کر گواہی دی اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا مولائے کائنات کے لیے دعا فرمائی تھی:

اللھُمَّ وَالِ مَنْ وَالاہُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ، وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہُ، وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہُ

اے اللہ!

جو علی رضی اللہ تعالی عنہ سے محبت رکھے تو اسے محبوب بنا اور جو علی سے دشمنی کرے تو اسے دشمن رکھ۔ جو علی کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما اور جو علی کی مدد چھوڑے تو اس کی مدد چھوڑ دے۔

(مسند احمد 964 ، تاریخِ دمشق 207/42 ، 208 ، الاحادیث المختارۃ ح 654)

❖ اسی سے ملتے جلتے الفاظ عمرو ذی مر، سعید بن وہب، زید بن یثیع سے بھی مروی ہیں اور ان میں تیرہ افراد کے کھڑے ہو کر گواہی دینے کا بیان ہے۔

(مسند البزار 786 ، جزء الحسن بن رشيق العسكري 96 ، الخلعيات 178 ، تاریخِ دمشق 210/42)

حافظ ابنِ حجر نے اس سند کے بارے میں کہا:

رجال هذَا الإِسنادِ ثِقاتٌ.

(مختصر زوائد مسند البزار 1900)

عمرو ذی مر کی ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

اللهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاهُ ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ ، وَأَحِبَّ مَنْ أَحَبَّهُ ، وَأَبْغِضْ مَنْ أَبْغَضَهُ ، وَأَعِنْ مَنْ أَعَانَهُ ، وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ ، وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ

اے اللہ!

جو علی سے دوستی رکھے تو اس کو دوست رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے تو اسے دشمن بنا۔ جو علی سے محبت کرے تو اس کو محبوب بنالے اور جو علی سے بغض رکھے تو اس کو مبغوض فرما۔ جو علی کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما، جو علی کی نصرت کرے تو اس کی نصرت فرما اور جو علی کی مدد چھوڑے تو اس کی مدد چھوڑ دے۔

(شرح مشكل الآثار 1761)

مولائے کائنات سے مزید متعدد سندوں کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے دعا فرمائی:

اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله

اے اللہ!

جو علی سے دوستی کرے تو اس کو دوست بنالے اور جو علی سے دشمنی کرے تو اس کو دشمن بنا لے۔ جو علی کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما اور جو علی کی مدد چھوڑے تو اس کی مدد چھوڑ دے۔

(تاریخِ دمشق **212/42**)

حضرت جابر:

❖ حضرت جابر فرماتے ہیں:

میں دربارِ رسالت میں موجود تھا اور آپ کے دربار میں شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالی عنہما بھی موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم نے مولائے کائنات کے لیے دعا فرمائی:

اللّٰهُمَّ وَالِ مِنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ، وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ، وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ

اے اللہ! جو علی سے دوستی کرے تو اس کو دوست بنالے اور جو علی سے دشمنی کرے تو اس کو دشمن بنالے۔ جو علی کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما اور جو علی کی مدد چھوڑے تو اس کی مدد چھوڑ دے۔

حضرت سیدنا ابو بکر نے حضرت سیدنا عمر فاروق سے فرمایا:

هَذِهِ وَاللّٰهِ الْفَضِيلَةُ

اللہ کی قسم! فضیلت تو یہ ہے۔

(تاریخ اصبہان **338/2**)

❖ جعفر بن ابراہیم جعفری کہتے ہیں:

میں زہری کے پاس حدیث سماعت کیا کرتا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑھیا آکر ان کے سر پہ کھڑی ہو گئیں۔

مجھے مخاطب کر کے کہنے لگیں:

اے جعفری!

اس کی روایات مت لکھو۔ کیونکہ اس کا جھکاؤ بنی امیہ کی جانب ہو چکا ہے اور ان سے انعامات وصول کرتا ہے۔

جعفر بن ابراہیم جعفری کہتے ہیں کہ میں نے زہری سے کہا: یہ کون ہیں؟

زہری کہنے لگے: یہ میری بہن رقیہ ہے۔ سٹھیا گئی ہے۔

بڑھیا بولی:

میں سٹھیا گئی ہوں؟

تو نے آلِ محمد کے فضائل چھپائے ہیں۔۔۔!!!

پھر بڑھیا کہنے لگیں:

مجھے محمد بن منکدر نے حضرت جابر سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مولائے کائنات کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله

جس کا میں مولا اس کے علی مولا۔ اے اللہ جو علی کو دوست بنائے تو اس کو دوست بنا اور جو علی سے دشمنی رکھے تو اس کو دشمن رکھ۔ جو علی کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما اور جو علی کی

مدد چھوڑے تو اس کی مدد چھوڑدے۔
(تاریخِ دمشق 228/42)

بندہ نے ازراہِ اختصار اس مبارک حدیث کے صرف چند حوالہ جات ذکر کیے ہیں ورنہ بندہ کی مختصر تصنیف "اربعینِ ولایت" میں اس کی بقدرِ کفایت تخریج موجود ہے، اسے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

بہر حال!

رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے یہ فرامینِ عالیہ محض مولائے کائنات کی فضیلت ومنقبت نہیں۔ بلکہ امت کی رہنمائی بھی فرما رہی ہیں کہ:

- ✓ مولائے کائنات کی مدد ونصرت ضروری ہے۔
- ✓ اور مولائے کائنات کی مدد نہ کرنے والا اللہ جل وعلا کی جانب سے بھی مخذول ہے۔

اور یہی وہ فرمانِ رسول ﷺ ہے جس کے پیشِ نظر انصار جنگِ جمل وصفین میں مولائے کائنات کے پرچم تلے جمع ہوئے۔

نُبیط بن شُریط کا استدلال:

نُبیط بن شُریط سے پوچھا گیا:

کیا جمل وصفین میں انصار مولائے کائنات کے ساتھ تھے؟

آپ نے کہا:

ہاں!

پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ، وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ، وَاخْذُلْ مَنْ

خَذَلَهُ

اے اللہ! جو علی سے دوستی رکھے تو اس کو دوست بنالے اور جو علی سے دشمنی کرے تو اسے دشمن بنا۔ جو علی کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما اور جو علی کی مدد چھوڑے تو اس کی مدد چھوڑ دے۔

(نسخة نبيط بن شريط 383 ، تاريخِ دمشق 231/42)

ہم کسی بھی عظمت والی ہستی کے بارے میں نہ تو سوءِ ظن رکھتے ہیں اور نہ ہی ان کی بے ادبی کو جائز سمجھتے ہیں لیکن ہماری عقل یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ:

اس صریح فرمانِ نبوی کے بعد محض اپنے اجتہاد سے مولائے کائنات کی مدد و نصرت کو چھوڑنا اور دوسروں کو بھی اس سے روکنا، اس کی حوصلہ افزائی کیسے کی جاسکتی ہے؟

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کلامِ الٰہی کے علاوہ کلامِ مصطفیٰ ﷺ کے تناظر میں بھی اگر حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ کے اجتہاد کو دیکھا جائے تو وہ رجحان کا درجہ حاصل کرنے سے قاصر ہے۔ واللہ عز اسمہ اعلم

مزید برآں:

حضور سیدِ عالم ﷺ نے مولائے کائنات کو چھوڑنا ذاتِ رسول ﷺ کو چھوڑنے کے معنی میں قرار دیا۔ جیسا کہ:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يا عليُّ من فارَقَنِي فارقَ اللَّهَ ، ومن فارقَكَ يا عليُّ فارَقَنِي

اے علی!

جس نے مجھے چھوڑا اس نے اللہ کو چھوڑ دیا اور اے علی جس نے تجھے چھوڑا اس نے مجھے

چھوڑ دیا۔

(مختصر زوائد البزار **1932** ، الکامل فی ضعفاء الرجال **544/3**)

مجمع الزوائد میں ہے:

رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ

(مجمع الزوائد **135/9**)

کیا ایسی صورت میں کسی کو اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ مولائے کائنات کو چھوڑ دے؟ اور بالخصوص میدانِ جنگ میں جہاں مجاہدین کی شدت سے حاجت ہو۔۔۔؟؟؟

علاوہ ازیں:

وہ احادیثِ طیبہ جو اس بات کی صاف، صریح، واضح، غیر محتمل دلیل ہیں کہ: "حق مولائے کائنات کے ساتھ ہے۔"

ان احادیثِ طیبہ کے ہوتے ہوئے مولائے کائنات کے معاملہ میں نہ تو کسی تردد کی گنجائش ہونی چاہیے اور نہ ہی اس باب میں مولا علی کے موقف کے مقابل کسی اجتہاد کی گنجائش باقی رہنی چاہیے۔

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:

عَلِيٌّ عَلَى الْحَقِّ مَنْ تَبِعَهُ فَهُوَ عَلَى الْحَقِّ ، مَنْ تَرَكَهُ تَرَكَ الْحَقَّ ، عَهْدًا مَعْهُودًا قَبْلَ يَوْمِهِ هَذَا

علی حق پر ہیں۔ جو آپ کی پیروی کرے وہ حق پر ہے اور جس نے حضرت علی کو چھوڑا اس نے حق کو چھوڑا۔ یہ آپ کے اس موقع سے پہلے کیا گیا عہد ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی **758** ، **946** ، الضعفاء الکبیر للعقیلی **165/4**)

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا ہی سے دوسری حدیث میں مروی ہے، فرمایا: میں

نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ، وَالْقُرْآنُ مَعَهُ لَا يَفْتَرِقَانِ حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ

علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پہ آن پہنچیں گے۔

(المستدرک علی الصحیحین **4628** ، المعجم الاوسط للطبرانی **4880** ، المعجم الصغیر لہ **720** ، تاریخِ بغداد **470/16** ، الفردوس بماثور الخطاب **4678**)

فائدہ:

جاہل باپائی ذریت مولائے کائنات کے بغض میں کہتی ہے کہ **حضرت ابو بکرہ نے خاص فلاں موقع پر اس حدیث کو بیان کیا۔۔۔!!!**

میں کہتا ہوں کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے مذکورہ بالا حدیث خاص جنگِ جمل کے بارے میں بیان کی جب حضرت ابو ذر کے آزاد کردہ غلام نے حاضرِ خدمت ہو کر اس سلسلے میں استفسار کیا۔

اور امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور ذہبی نے بھی موافقت کی ہے۔

اور خطیب بغدادی نے کہا:

تَبْكِي وَتَذْكُرُ عَلِيًّا

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا رو رہی تھیں اور مولائے کائنات کو یاد کر رہی تھیں۔ اور اسی حالت میں یہ حدیث بیان کی۔

جاہل باپائی ذریت سے سوال ہے کہ:

مولائے کائنات کے مقابل تمہیں حضرت ابو بکرہ کا اجتہاد نظر آگیا، جس کی تائید نہ عقل کرتی ہے اور نہ ہی نقل۔۔۔ تمہیں مولائے کائنات کی حمایت میں ام المؤمنین ام سلمہ کی

زبانی حدیثِ رسول ﷺ کیوں یاد نہیں آتی اور ام المؤمنین کے آنسو کیوں نظر نہیں آتے؟؟؟

حضرت ابوبکرہ کا اجتہاد
جمہور صحابہ کی نظر میں

اس میں شک نہیں کہ جنگِ جمل میں جیسے صحابہ کرام مولائے کائنات کے ساتھ کھڑے تھے یونہی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنتِ صدیق کے پرچم کے نیچے بھی صحابہ کرام موجود تھے۔ اسی طرح جنگِ صفین میں مولائے کائنات کے پرچم کے نیچے صحابہ کی بہت بڑی تعداد تھی۔ حتی کہ ستر اہلِ بدر اور سات سو اہلِ بیعتِ رضوان بھی موجود تھے، اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ بھی بعض صحابہ نے شرکت کی۔

لہذا مجموعی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے دو گروہ بنے:

(1): وہ صحابہ جو جنگِ جمل و صفین میں شریکِ قتال ہوئے۔ عام ازیں وہ مولائے کائنات کے ہمراہی تھے یا مولائے کائنات کے مقابل۔

(2): وہ صحابہ جنہوں نے کسی بھی جانب شرکت نہیں کی۔

وہ صحابہ جنہوں نے کسی بھی جانب شرکت نہیں کی ان کی تعداد صحابہ کرام کی مجموعی تعداد کے مقابل انتہائی تھوڑی ہے اور بلا شبہ وہ حضرات انگلیوں پہ گنے جا سکتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ:

وہ صحابہ جو کسی گروہ کا حصہ نہیں بنے، ان کا موقف جمہور صحابہ کے موقف کے خلاف تھا۔ اور حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی انہیں صحابہ میں سے ہیں جو شریکِ جنگ نہیں ہوئے، لہذا جمہور صحابہ کرام کا موقف آپ کے موقف و نظریہ کی تردید کرتا ہے۔

حافظ ابنِ حجر رقمطراز ہیں:

وَذهب جُمْهُورُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ إِلَى وُجُوبِ نَصْرِ الْحَقِّ وَقِتَالِ الْبَاغِينَ

یعنی جمہور صحابہ و تابعین حق کی نصرت اور باغیوں سے قتال کے وجوب کی جانب گئے۔

(فتح الباری لابن حجر 34/13)

مزید کہا:

قُلْتُ وَمِنْ ثَمَّ كَانَ الَّذِينَ تَوَقَّفُوا عَنِ الْقِتَالِ فِي الْجَمَلِ وَصِفِّينَ أَقَلَّ عَدَدًا مِنَ الَّذِينَ قَاتَلُوا

میں کہتا ہوں: یہی وجہ ہے کہ جو لوگ جمل و صفین میں قتال سے رک گئے تھے، وہ قتال کرنے والوں سے تعداد میں کم تھے۔

(فتح الباری لابن حجر 34/13)

بعض صحابہ کا رجوع:

یہاں اس بات کا ذکر انتہائی اہم ہے کہ:

جو حضرات مولائے کائنات کے ساتھ شریکِ جنگ نہیں ہوئے تھے، ان کا عدد صحابہ کے مجموعی عدد کے مقابل بہت ہی کم ہونے کے علاوہ، ان میں سے بعض صحابہ وہ بھی تھے جنہوں نے بعد ازاں اپنے سابقہ موقف سے رجوع کیا اور مولائے کائنات کی مدد نہ کرنے پر اظہارِ افسوس کیا۔

ان میں سے ایک نام حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا ہے۔ اور یہی سوچ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بارے میں بھی منقول ہے۔

حضرت عبد اللہ بنِ عمر کا رجوع:

❖ میمون بن مہران کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو کہتے سنا:

كَفَفْتُ يَدِي فَلَمْ أُقْدِمْ، وَالْمُقَاتِلُ عَلَى الْحَقِّ أَفْضَلُ

میں نے اپنا ہاتھ روک لیا تو میں آگے نہ بڑھا۔ حالانکہ حق پر قتال کرنے والا افضل ہے۔
(المستدرک علی الصحیحین 6360)

اور اس سے زیادہ صریح جملے وہ ہیں جو حضرت عبد اللہ بن عمر نے اپنے بیماری میں فرمائے:
مَا آسَى عَلَى شَيْءٍ إِلَّا أَنِّي لَمْ أُقَاتِلْ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْفِئَةَ الْبَاغِيَةَ
یعنی مجھے کسی چیز کا افسوس نہیں سوائے اس کے کہ میں حضرت علی کی معیت میں باغی گروہ سے جنگ نہیں کر پایا۔
(المستدرک علی الصحیحین 643/3)

❖ حبیب بن ابی ثابت حضرت عبد اللہ بن عمر سے راوی کہ آپ نے اپنی مرضِ موت میں کہا:
ما أَجِدُني آسَى على شَيْءٍ إلاَّ أني لم أُقَاتِلِ الفئةَ الباغِيَةَ مع عليٍّ
میں اپنے آپ کو کسی معاملے کے بارے میں رنجیدہ محسوس نہیں کرتا سوائے اس کے کہ میں حضرت علی المرتضی کی معیت میں باغی گروہ سے جنگ نہیں کر سکا۔
(المعجم الکبیر للطبرانی ح 13824 ، الطبقات الکبری لابن سعد 174/4 ، المعرفة والتاریخ للفسوی 84/3 ، انساب الاشراف للبلاذری 179/2 ، انساب الاشراف للبلاذری 179/2)

نور الدین ہیثمی کہتے ہیں:
رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِأَسَانِيدَ، وَأَحَدُهَا رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ
(مجمع الزوائد 242/7)

❖ یونہی عطاء حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی، فرمایا:
مَا آسى عَلَى شَيْءٍ إلا أني لَمْ أقاتل الفئة الباغية مَعَ عَلِي
مجھے کسی چیز پر افسوس نہیں سوائے اس کے کہ میں حضرت علی کی ہمراہی میں باغی گروہ

سے لڑ نہیں پایا۔

(تاریخِ جرجان 483)

❖ یونہی ابو بکر بن ابی الجہم سے مروی ہے، کہا:

سمعت ابْن عُمَر يَقُول: مَا آسى على شيء إلا تركي قتال الفئة الباغية مع على رضي الله تعالي عنه

میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو فرماتے سنا: مجھے کسی چیز کا رنج نہیں سوائے میرے حضرت علی کی معیت میں باغی گروہ سے قتال چھوڑنے کے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 953/3)

- علامہ ابن عبد البر متوفی 463ھ پھر ابن الاثیر متوفی 630ھ لکھتے ہیں:

ويروى من وجوه، عَنْ حَبِيب بْن أَبِي ثَابِت، عَنِ ابْن عُمَر أَنَّهُ قَالَ: مَا آسى على شيء إلا أني لم أقاتل مع على الفئة الباغية

یعنی حبیب بن ابی ثابت سے کئی وجہ سے مروی ہے اور وہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے راوی کہ آپ نے فرمایا:

مجھے کسی چیز کا رنج نہیں سوائے اس کے کہ میں حضرت علی کی معیت میں باغی گروہ سے نہیں لڑ پایا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 1117/3 ، اسد الغابۃ 102/4)

شعبی کا رجوع:

- پھر شعبی کے حوالے سے نقل کیا:

ما مات مسروق حتَّى تاب إِلَى اللَّه تَعَالى من تخلفه عَنِ القتال مَعَ عليَ

یعنی مسروق نے اپنی وفات سے پہلے دربارِ الہی میں اس سے توبہ کی کہ وہ حضرت علی کی

معیت میں قتال سے پیچھے بیٹھ رہے تھے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 1117/3 ، اسد الغابۃ 102/4)

حضرت سعد بن ابی وقاص کا رجوع:

حضرت سعد بن ابی وقاص بھی انہی لوگوں میں سے تھے جو شریکِ قتال نہیں ہوئے تھے

لیکن بعد میں آپ نے فرمایا:

نَدِمْتُ عَلَى تَرْكِي قِتَالَ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ

میں باغی گروہ سے قتال نہ کرنے پر شرمندہ ہوں۔

(احکام القرآن لابن العربی 151/4 ، تفسیر قرطبی 319/16)

حاصلِ گفتگو یہ نکلا کہ:

جنگِ جمل و صفین میں مولائے کائنات کا ساتھ نہ دینے والے صحابہ کی تعداد انتہائی کم تھی، صرف گنتی کے لوگ تھے اور ان میں سے بھی بعض وہ شخصیات تھیں جنہیں بعد ازاں مولائے کائنات کا ساتھ نہ دینے پر افسوس اور رنج ہوا۔

ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ کے اجتہاد کو باپائی ذریت کے علاوہ کوئی بھی ترجیح نہیں دے سکتا۔

باپائی ذریت کا اصحابِ

بدر و بیعتِ رضوان پر حملہ:

قارئینِ کرام!

باپائی ذریت کا کہنا کہ:

"اگر مسئلہ اجتہادی نہ ہو تو حضرت علی کو بچانا مشکل ہے۔"

یہ حملہ فقط مولائے کائنات کی ذاتِ گرامی پر نہیں۔۔۔ یہ حملہ ان بدری صحابہ پر بھی ہے جو مولائے کائنات کے ساتھ تھے۔ اور ان اربابِ بیعتِ رضوان پر بھی جو مولائے کائنات کے جھنڈے کے نیچے کھڑے تھے۔

ابنِ عبدالمنعم حمیری متوفی 900ھ لکھتے ہیں:

وقتل في أصحاب علي رضي الله عنه خمسة وعشرون بدرياً، وكان معه منهم سبعون رجلاً وممن بايع تحت الشجرة سبعمائة، وعلي فيما لا يحصى من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن خيار التابعين، ومع علي رضي الله عنه رايات كانت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقاتل بها

یعنی مولائے کائنات کے ساتھیوں میں سے پچیس بدری صحابہ شہید ہوئے اور آپ کے ساتھ اصحابِ بدر میں سے ستر لوگ تھے اور اصحابِ بیعتِ رضوان میں سے سات سو لوگ۔ اور مولائے کائنات ان گنت صحابہ اور بزرگ تابعین کی معیت میں تھے۔ مولائے کائنات کے ساتھ وہ جھنڈے تھے جن کی معیت میں رسول اللہ ﷺ قتال فرمایا کرتے تھے۔

(الروض المعطار ص363)

ہمیں افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ:

وہ حضراتِ صحابہ جو نہ بدری ہیں اور نہ ہی ان کا شمار اصحابِ بیعتِ رضوان میں ہوتا ہے، کچھ نوسرباز ان کے دفاع کا دھوکا دے کر سینکڑوں صحابہ کی عزتوں کو اچھالنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن پروپیگنڈہ ایسا مضبوط کہ نام پھر بھی "وفادارانِ صحابہ"

حضرت ابو بکرہ کا اجتہاد احنف بن قیس کی نظر میں:

اس حدیث کو حضرت ابو بکرہ سے روایت کرنے والے احنف بن قیس ہیں۔ جنگِ جمل میں حضرت ابو بکرہ کے روکنے پر حضرت مولائے کائنات کی مدد و نصرت سے رک گئے تھے لیکن پھر اپنی رائے سے رجوع کر لیا اور جنگِ صفین میں مولائے کائنات کے جھنڈے تلے آکر لڑے اور قائدین میں سے رہے۔

ابن خلکان متوفی 681ھ احنف بن قیس کے بارے میں لکھتے ہیں:

وشهد مع علي رضي الله عنه وقعة صفين

یعنی جنگِ صفین میں حضرت مولائے کائنات کے ساتھ حاضر رہے۔

(وفيات الاعيان 499/2)

حافظ ابنِ حجر مذکورۃ الصدر حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

وَقَدْ رَجَعَ الْأَحْنَفُ عَنْ رَأْيِ أَبِي بَكْرَةَ فِي ذَلِكَ وَشَهِدَ مَعَ عَلِيٍّ بَاقِيَ حُرُوبِهُ

یعنی حضرت احنف نے اس باب میں حضرت ابو بکرہ کی رائے سے رجوع کر لی اور مولائے کائنات کی باقی جنگوں میں سے حاضری دی۔

(فتح البارى لابن حجر 86/1)

یہ بات اپنی جگہ ہے کہ بحیثیتِ مجتہد حضرت احنف کی رائے جنابِ ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی اجتہادی رائے کو نقصان نہیں دیتی۔ لیکن اگر سطورِ بالا میں مذکور امور کے ساتھ مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے کے رجحان کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔

بارِ دگر تنبیہ:

میں سطورِ بالا میں بھی تنبیہ کر چکا کہ:

باپائی ذریت "سلسلۃ جمرات النار" ہے۔ وہ اجہل الناس منبر پر بیٹھ کر بڑبڑا رہا ہے کہ:

یہ حدیث کس مقام پہ اس حدیث کے راوی حضرت ابو بکرہ نے پڑھی؟

جب جنگِ صفین لگی ہوئی تھی۔۔۔!!!

حالانکہ حضرت احنف کے تذکرہ نگاروں نے جابجا تصریح کی کہ حضرت احنف جنگِ صفین میں مولائے کائنات کی معیت میں شریکِ قتال تھے۔ لیکن:

اول: تو یہ لوگ سرے سے جاہل ہیں۔

دوسرے: یہ لوگ وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ صفین کا مصداق بن چکے ہیں۔ انہیں صحابہ میں سے بھی صرف ایک ہی صحابی نظر آتے ہیں اور وہ ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ۔

باقی ہمارے نزدیک سب صحابہ عظمت والے ہیں۔

البتہ: فرقِ مراتب بنیادی واجبات سے ہے۔

نیز: "مولائے کائنات اور خاندانِ مصطفی ﷺ کا مقام وکھرا ہے۔"

حضرت ابو بکرہ کا اجتہاد امام ابو حنیفہ کی نظر میں:

باپائی ذریت اپنے آپ کو امام ابو حنیفہ کا پیروکار سمجھتے ہیں اس لیے انہیں یاد دلانا چاہوں گا کہ امام حضرت ابو حنیفہ نے بھی حضرت ابو بکرہ کی اس رائے کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ فرمایا:

اگر میں اس دور میں ہوتا تو حضرت علی کے لشکر میں رہ کر سیدنا مولائے کائنات کی خاطر

حضرت معاویہ کے خلاف جنگ کرتا۔۔۔!!!

- کتاب الاعتقاد میں قاضی عماد الاسلام ابو العلاء صاعد بن محمد استوائی نیسابوری متوفی 432ھ لکھتے ہیں کہ:

سلم بن سالم سے مروی ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کو فرماتے سنا:

أتدرون لِمَ يُبْغِضُنا أهلُ البصرة؟

کیا جانتے ہو کہ اہلِ بصرہ ہم سے بغض کیوں رکھتے ہیں؟

ہم نے کہا: نہیں۔

فرمایا:

لأنا لو حضرْنا صِفِّين كُنّا مع علي - رضي الله عنه - على معاوية، فلذلك لا يُحبّوننا

کیونکہ اگر ہم صفین میں موجود ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ، حضرت معاویہ کے خلاف ہوتے۔یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ ہمیں پسند نہیں کرتے۔

(کتاب الاعتقاد ص159)

- ابو شکور سالمی متوفی 450ھ فرماتے ہیں:

حضرت امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

أتدرون لم يبغضنا أهل الشام؟

کیا تم جانتے ہو کہ شامی ہم سے بغض کیوں رکھتے ہیں؟

انہوں نے عرض کی: نہیں۔

امام ابو حنیفہ نے فرمایا:

لأنا نعتقد بأنا لو كنا حضورا لكنا نعين عليا علي معاوية ونقاتل معاوية

لأجل علي.

کیونکہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اگر ہم حاضر ہوتے تو ہم حضرت معاویہ کے خلاف حضرت علی کی مدد کرتے اور حضرت مولا علی کی وجہ سے حضرت معاویہ سے جنگ کرتے۔

(التمهيد لأبي الشكور السالمي ص183)

- امام موفق بن احمد متوفی 568ھ لکھتے ہیں:

ایک روز امام ابو حنیفہ نے اپنے تلامذہ سے پوچھا:

او تدرون لم یبغضنا اہل الشام؟

کیا جانتے ہو کہ اہل شام ہم سے بغض خیوں رکھتے ہیں؟

تلامذہ نے کہا: نہیں۔

امام ابو حنیفہ نے فرمایا:

لانا لو شہدنا عسکر علی بن ابی طالب ومعاویة لکنا مع علی رضی اللہ تعالی عنہ علی معاویة

کیونکہ اگر ہم مولائے کائنات کے لشکر اور حضرت معاویہ کے وقت حاضر ہوتے تو ہم حضرت معاویہ کے خلاف مولائے کائنات کے ساتھ ہوتے۔

(المناقب للموفق 8/2)

- ابن العدیم متوفی 660ھ لکھتے ہیں:

سالم بن سالم امام ابو حنیفہ سے راوی، فرمایا:

أتدرون لم يبغضنا أهل الشام؟

کیا جانتے ہو کہ شامی ہم سے بغض کیوں رکھتے ہیں؟

ہم نے کہا: نہیں۔

امام ابو حنیفہ نے فرمایا:

لأنا لو حضرنا صفين كنا مع علي على معاوية. فلذلك لا يحبونا

کیونکہ اگر ہم صفین میں ہوتے تو ہم حضرت معاویہ کے خلاف مولائے کائنات کے ساتھ ہوتے۔ اسی وجہ سے یہ لوگ ہمیں پسند نہیں کرتے۔

(بغية الطلب فى تاريخ حلب **291/1**)

- صاحبِ فتاوی بزازیہ امام کردری متوفی **827**ھ فرماتے ہیں:

بکیر بن معروف کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ کو فرماتے سنا:

ولا يحبنا اہل الشام لانا لو شہدنا عسكر امير المؤمنين على ومعاوية لكنا مع على رضى الله تعالى عنہما

شام والے ہمیں پسند نہیں کرتے، کیونکہ اگر ہم امیر المؤمنین مولا علی کے لشکر اور حضرت معاویہ کے وقت حاضر ہوتے تو ہم مولائے کائنات کے ساتھ ہوتے۔

(المناقب للكردرى **264/1**)

میں جاہل باپائی ذریت سے پوچھنا چاہوں گا کہ:

- جس اجتہاد کی مساعدت صریح قرآن نہیں کرتا۔۔۔
- جس رائے کی موافقت رسول اللہ ﷺ کی صریح احادیث نہیں کرتیں۔۔۔
- جو رائے جمہور صحابہ کی رائے سے معارض ہے۔۔۔
- جس رائے کو اس رائے کے راوی احنف بن قیس ترک کر دیتے ہیں۔۔۔
- جس رائے کو آپ کے امام اور پیشوا قبول کرنے سے انکاری نظر آتے ہیں۔۔۔

کچھ شرم کرو، تھوڑی حیا کرو۔۔۔ اس رائے کو لے کر مولائے کائنات پہ طعن کرنا چاہتے ہو۔۔۔؟؟؟

رب تمہیں مارے۔۔۔ مولائے کائنات کے بغض میں اندھے ہو چکے ہو۔۔۔ عظمتِ صحابہ کے ڈھنڈورے میں ذرہ بھر بھی سچے ہو تو ظالمو کیا مولا علی صحابی نہیں؟ رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر صحابیہ نہیں ہیں؟

اگر تمہیں صحابہ کی غیرت ہے تو ان ہستیوں سے شروعات کرو جو باجماعِ امت افضل ترین صحابہ سے ہیں۔ لیکن شاید ان ہستیوں کا قصور یہ ہے کہ وہ افضل ترین صحابہ سے ہونے کے ساتھ ساتھ خاندانِ رسول ﷺ سے بھی ہیں اور جیسے بنو امیہ اس دور میں خاندانِ رسول ﷺ سے دشمنی پالے بیٹھے تھے، اسی طرح تم لوگ بھی اس دشمنی کو نبھا رہے ہو۔

حضرت ابوبکرہ کا اجتہاد عقل کے تناظر سے:

جیسے نقل حضرت ابو بکرہ کے اجتہاد سے ہم آہنگ نہیں یونہی عقل بھی حضرت ابو بکرہ کے اجتہاد کی مساعدت سے انکاری ہے۔

کیونکہ حضرت ابو بکرہ کی رائے کا خلاصہ یہ تھا:

"مسلمان کو کسی بھی حال میں مسلمان کے خلاف تلوار نہیں نکالنی چاہیے۔ اگر کسی بھی حال میں مسلمان نے دوسرے مسلمان کے خلاف تلوار نکالی تو دونوں دوزخی ہیں۔"

اب صورت یہ فرض کی جائے کہ:

کچھ ڈاکو، لٹیرے، رہزن، بدمعاش اور اس قسم کے لوگ جو ہیں تو مسلمان لیکن بد عمل ہیں

،اٹھ کر مسلمانوں پر حملہ کر دیتے ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ:

مسلمانوں کو جوابی کاروائی کرنی چاہیے یا نہیں؟

اور اگر جن مسلمانوں پر حملہ ہوا ہے وہ جوابی کاروائی کی طاقت نہیں رکھتے تو اربابِ طاقت کو ان مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لیے ہتھیار اٹھانے چاہئیں یا نہیں؟

اسلامی حکومت کو ایسے لٹیروں، بدمعاشوں کا قلع قمع کرنا چاہیے یا نہیں؟

اگر آپ کہیں کہ لٹیرے، بدمعاش، ڈاکو، رہزن، کوئی کچھ بھی کرتا رہے، مسلمانوں کو لوٹے، مارے، عزتیں لوٹے، قتل کرے، یا کچھ بھی کرے۔۔۔ چونکہ وہ مسلمان ہے لہذا اس کے خلاف تلوار نہیں نکالی جاسکتی۔۔۔

کیا کوئی ہوشمند آپ کی اس بات کو قبول کرے گا؟؟؟

کیا ایسی حالت میں نظامِ دنیا چل سکتا ہے؟

مفسدین، باغی اور ظالم لوگ جری ہو جائیں گے، جو چاہیں گے کریں گے۔ کیونکہ جب انہیں معلوم ہو گا کہ ہمارے خلاف تلوار نکالنے والا کوئی نہیں تو انہیں کس بات کا ڈر ہو گا اور ان کے فساد کو کس طرح روکا جاسکے گا؟؟؟

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ عظمت والی ہستی ہیں لیکن اس رائے کے مطابق نظامِ مملکت تباہ وبرباد ہو کر رہ جائے گا۔ فساد کو روکنے کا کوئی ذریعہ نہیں بچے گا۔ فسادی لوگوں کو جب معلوم ہو گا کہ سامنے سے کوئی تلوار نہیں نکالے گا تو پھر وہ عوام المسلمین کے ساتھ جو چاہیں سلوک کریں، انہیں کیسے روکا جائے گا؟؟؟

علامہ ابنِ حجر نے طبری کے حوالے سے نقل کیا:

لَوْ كَانَ الْوَاجِبُ فِي كُلِّ اخْتِلَافٍ يَقَعُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ الْهَرَبُ مِنْهُ بِلُزُومِ الْمَنَازِلِ

وَكَسْرِ السُّيُوفِ لَمَا أُقِيمَ حَدٌّ وَلَا أُبْطِلَ بَاطِلٌ وَلَوَجَدَ أَهْلُ الْفُسُوقِ سَبِيلًا إِلَى ارْتِكَابِ الْمُحَرَّمَاتِ مِنْ أَخْذِ الْأَمْوَالِ وَسَفْكِ الدِّمَاءِ وَسَبْيِ الْحَرِيمِ بِأَنْ يُحَارِبُوهُمْ وَيَكُفَّ الْمُسْلِمُونَ أَيْدِيَهُمْ عَنْهُمْ بِأَنْ يَقُولُوا هَذِهِ فِتْنَةٌ وَقَدْ نُهِينَا عَنِ الْقِتَالِ فِيهَا وَهَذَا مُخَالِفٌ لِلْأَمْرِ بِالْأَخْذِ عَلَى أَيْدِي السُّفَهَاءِ

یعنی اگر مسلمانوں کے بیچ ہر قسم کے اختلاف میں اس سے بھاگ کر گھروں میں بیٹھ جانا اور تلواریں توڑ دینا واجب ہو تو نہ تو کوئی حد قائم کی جا سکے گی، نہ باطل کا ابطال ہو پائے گا۔ اہلِ فسق کو مال لوٹنے، خون بہانے، محرمات کو قید کرنے جیسے حرام کاموں کے ارتکاب کا رستہ مل جائے گا۔ بایں طور کہ وہ مسلمانوں سے لڑ پڑیں گے اور مسلمان اپنے ہاتھ ان سے روک کر رکھیں گے کہ یہ فتنہ ہے اور فتنہ میں لڑنے سے ہم کو منع کیا گیا ہے۔

یہ سفہاء کے ہاتھ پکڑنے کے حکم کے بالکل خلاف ہے۔

(فتح الباری لابن حجر 34/13)

خلاصۂ گفتگو:

سطورِ بالا سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی کہ:

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے:

- قرآنِ عظیم کے خلاف۔۔۔
- متعدد احادیثِ نبویہ کے خلاف۔۔۔
- جمہور صحابہ کی رائے کے خلاف۔۔۔
- حضرت ابو بکرہ کی رائے کے راوی حضرت احنف کے آخری موقف کے خلاف۔۔۔
- حضرت امام ابو حنیفہ بھی آپ کی رائے کے خلاف۔۔۔
- روایت کے علاوہ درایت کے بھی خلاف۔۔۔!!!

ایسی صورت میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے کو سامنے رکھ کر مولائے کائنات کے بارے میں یہ بکنے کا جواز کیسے نکالا جاسکتا ہے کہ: "مولا علی کو بچانا مشکل ہے"

بپے کے جاہل بیٹو۔۔۔!!!

مولا علی کو بچانے کی ضرورت نہیں۔۔۔!!!

مولا علی کو ان کے مولا نے جنت اور جہنم کا مالک بنادیا ہے۔ جسے چاہیں جنت بھیجیں اور جسے چاہیں دوزخ بھیجیں۔

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان مطلع القمرین میں حدیث کا مضمون نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہاں وہ کون ہے جسے بشارت دیتے ہیں:

تُو روزِ قیامت قسیمِ نار وجنان ہے؟

ہاں وہ علی ہے۔

(مطلع القمرین ص 27)

تنبیہ:

راقم الحروف کا اس موضوع پر مستقل مضمون بنام "جنت ودوزخ دستِ مولا علی میں" لگ بھگ آٹھ نو مہینے پہلے پبلش ہوا تھا۔ یہاں فاضلِ بریلی مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی کا حوالہ دینے پر اکتفاء اس لیے کیا کہ باپائی ذریت آپ ہی کا نام لے کر سادہ لوح عوام کو گمراہ کرتی ہے۔اس لیے انہیں بتانا ضروری سمجھا کہ:

تمہارے امام کے نزدیک جنت و جہنم بانٹنے والے خود مولائے کائنات ہیں۔۔۔!!!

انہیں اس بات کی حاجت نہیں کہ بدکار ماؤں کے بیٹے انہیں آکر بچائیں۔۔۔!!!

مولائے کائنات کا موقف

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے کی تفصیل واضح ہونے کے بعد مولائے کائنات کی رائے کے بیان کی کوئی زیادہ حاجت تو نہیں۔ اور ویسے بھی پوری امت جانتی ہے کہ:

حق مولائے کائنات کے ساتھ تھا۔

اگر باپائی ذریت "بے گناہ بے خطا معاویہ معاویہ" کا نعرہ لگائیں تو یہ ان کی خالص جہالت اور بغضِ مولائے کائنات ہے، ورنہ پوری امت کو علم ہے کہ:

حق مولا علی کے ساتھ اور مولا علی حق کے ساتھ۔

لہذا مولائے کائنات کی رائے کی تفصیل بیان کرنے کی کوئی زیادہ حاجت نہیں۔

لیکن چونکہ:

باپائی ذریت امت کو یہ سمجھانا چاہتی ہے کہ:

اگر یہ معاملہ اجتہادی نہ مانیں تو مولا علی کو بچانا مشکل ہے۔

لہذا ضروری سمجھتا ہوں کہ مولائے کائنات کی رائے سے متعلق بھی چند حروف سپردِ قلم کر دیئے جائیں۔

لیکن اس سے پہلے دو باتیں ملحوظ رہنا ضروری ہیں:

(1): سطورِ بالا میں رسول اللہ ﷺ کی صریح احادیث بیان ہو چکیں کہ جانِ عالم ﷺ نے مولائے کائنات کو تین گروہوں سے قتال کا حکم دیا تھا۔ پس مولائے کائنات کی جنگ اجتہادی رائے نہیں تھی بلکہ حکمِ منصوص کی تعمیل تھی۔

لہذا مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کے خلاف تلوار نکالنے والوں کا معاملہ اجتہادی مانا جائے یا عنادی و فسادی۔۔۔ اس سے مولائے کائنات کی حقانیت پہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بدکار عورتوں کے جو بچے یہ بکتے ہیں کہ:

اگر یہ معاملہ اجتہادی نہ مانیں تو مولا علی کو بچانا مشکل ہے۔

وہ بتائیں کہ:

صریح حکمِ رسول ﷺ کی تعمیل بھی اجتہاد کہلاتی ہے؟

نیز:

اگر مولائے کائنات کو بچانا اجتہاد پر موقوف ہو تو یہ بتاؤ کہ:

جنگِ نہروان میں خوارج کی خطا کو اجتہادی خطا قرار دیتے ہو یا عنادی وفسادی؟

اگر عنادی وفسادی اور یقیناً عنادی وفسادی تو پھر یہاں مولائے کائنات کو کیسے بچاؤ گے؟؟؟

ظالمو!

شرم کرو!!

آج شرم کر لو ورنہ حوضِ کوثر پہ مولائے کائنات کے ہاتھ میں ڈنڈا ہو گا اور وہ تمہیں ڈنڈے مار کر بھگادیں گے۔۔۔لہذا آج شرم کر لو۔۔۔!!!

(2): دوسری بات جس کا ذکر یہاں ضروری ہے، اگرچہ اس کا بیان پہلے بھی ہو چکا لیکن بات کی اہمیت کے پیشِ نظر دوبارہ اس کا ذکر لازمی جانتا ہوں۔اور وہ یہ کہ:

یہاں معاملہ ہے صحابہ کرام کے بیچ۔۔۔

جنگِ جمل میں مولائے کائنات کے مقابل ہماری ماں، حبیبۂ حبیبِ پروردگار، صدیقہ بنتِ صدیق تھیں اور جنگِ صفین میں حضرت معاویہ جن کا شمار گیارہویں درجہ کے صحابہ میں ہوتا ہے۔

لہذا جنگِ جمل یا جنگِ صفین، کسی پر تبصرہ کرتے ہوئے ہر گز کوئی ایسی بات نہ ہونے پائے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین میں سے کسی کے خلافِ شان ہو۔

احوط طریق تو وہی ہے جس کی ہمارے بزرگوں نے تاکید فرمائی کہ:

ان معاملات کو چھیڑا ہی نہ جائے۔

لیکن چونکہ باپائی ذریت یزیدِ لعین کو لانچ کرنے کی فکر میں سرگرداں ہے، اور اسی کافر لعین کے لیے راہیں ہموار کی جارہی ہیں اور اس مقصدِ مذموم کی تکمیل کے لیے مشاجرات کے باب کو بار بار زیرِ بحث لاتے ہیں اور روزانہ کی بنیاد پر مولائے کائنات اور اہلِ بیتِ رسول ﷺ کی گستاخیاں کرتے ہیں۔ اس لیے بامر مجبوری یہ چند حروف سپردِ قلم کرنا پڑے۔ لیکن قارئین کو تاکید تاکید تاکیدِ شدید ہے کہ صحابہ کرام میں سے کسی کی بھی بے ادبی سے بچیں بچیں بچیں۔۔۔!!!

ابو طاہر کرجی متوفی 489ھ، پھر ابنِ جوزی متوفی 598ھ، پھر حافظ شمس الدین ذہبی متوفی 748ھ ذکر کرتے ہیں:

ومن سبّ عائشة فلا حظ له في الإسلام ، ولا يقول في معاوية إلا خيراً

یعنی جو شخص ام المؤمنین، حبیبۂ حبیبِ رب العالمین سیدہ طیبہ عائشہ صدیقہ کو گالی دے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ اور حضرت معاویہ کے بارے میں صرف اچھی بات کرے۔

(الاعتقاد القادری ص248 ، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم 281/15 ، تاریخِ الاسلام 495/9)

اس باب میں اہلِ علم کی نصوص ان گنت و بے شمار ہیں، لیکن نہ ماننے والوں کے لیے ہزار دفتر بھی ناکافی اور ماننے والوں کے لیے ایک بات بھی سوا لاکھ۔

مولاعلی حق پر:

ہم سطورِ بالا میں ایک سے زائد بار بتا چکے کہ مولائے کائنات کا جنگِ جمل کے لیے نکلنا اور جنگِ صفین ونہروان کے لیے جانا آپ کی ذاتی رائے اور اجتہاد نہیں تھا بلکہ صریح حدیثِ رسول ﷺ کی تعمیل تھی۔ اس چیز کے واضح ہو جانے کے بعد مولائے کائنات کے عملِ شریف کے بارے میں گفتگو کی حاجت ہی نہیں رہتی۔ لیکن ہم بات کو کالشمس والامس کرنے کے لیے مزید چند جملے ذکر کرتے ہیں:

مولائے کائنات کا قتال

فرمانِ رسول ﷺ کی تعمیل:

علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے مولائے کائنات کو منبر پر سنا۔ آپ کے پاس ایک شخص آ کر عرض گزار ہوا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَالِي أَرَاكَ تَسْتَحِيلُ النَّاسَ اسْتِحَالَةَ الرَّجُلِ إِبِلَهُ، أَبِعَهْدٍ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ شَيْئًا رَأَيْتَهُ

اے امیر المؤمنین!

کیا بات ہے؟ میں دیکھتا ہوں کہ آپ لوگوں کو ایسے لیے چلتے ہیں جیسے کوئی شخص اپنے اونٹوں کو لیے پھرتا ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے کسی عہد کی بنیاد پر ہے یا آپ کی ذاتی رائے ہے؟

مولائے کائنات نے فرمایا:

وَاللَّهِ مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ، وَلَا ضَلَلْتُ وَلَا ضُلَّ بِي، بَلْ عَهْدٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَهُ إِلَيَّ، وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَى

اللہ کی قسم!

نہ میں نے جھوٹ بولا، نہ ہی مجھ سے جھوٹی بات کی گئی۔ نہ میں بھٹکا اور نہ ہی میری وجہ سے کوئی بھٹکا۔

(یہ میری ذاتی رائے نہیں) بلکہ رسول اللہ ﷺ کا عہد ہے جو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ اور جو جھوٹ باندھے وہ خائب و خاسر ہو۔

(مسند ابی یعلی موصلی ح 518 ، المطالب العالیۃ ح 4397)

قارئینِ ذی قدر!

صواب و خطا کی تفصیل تو غیر انبیاء کے اجتہادات میں جاری ہوتی ہے، جب مولائے کائنات واضح لفظوں میں فرما رہے ہیں کہ یہ میرا اجتہاد اور رائے نہیں بلکہ صریح حکمِ مصطفوی کی تعمیل ہے تو اب خطا کا تصور ہی نہیں ہو سکتا۔

اب اگر بابا پائی ذریت کہے کہ:

معاملہ اجتہادی نہ ہو تو مولا علی کو بچانا مشکل ہے۔

معاذ اللہ من ذلک

تو ان کی جہالت کا ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔

البتہ بپے کے بڑے اور عزیز ترین بیٹے دجالی کے نزدیک انبیائے کرام، حتی کہ مصطفی کریم ﷺ کے اجتہادِ اقدس میں خطا نہ صرف ہو سکتی ہے بلکہ ہوئی ہے۔

لہذا یہ ٹولہ صریح فرمانِ رسول ﷺ کے بعد بھی خطا کی کوئی صورت بنانا چاہیں تو ان سوفسطائیوں سے کچھ بعید نہیں۔

مولائے کائنات کا لشکر

نگاہِ رسول ﷺ میں:

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

يكون في أمتي فرقتان. فيخرج مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ. يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ

میری امت میں دو گروہ ہوں گے۔ ان دو کے بیچ سے ایک دین سے نکل جانے والا گروہ نکلے گا۔ اس دین سے نکل جانے والے گروہ کو میری امت کے دو گروہوں میں سے حق سے زیادہ قریب گروہ قتل کرے گا۔

(صحیح مسلم 1064 ، مسند احمد 11416 ، 11611 ، 11612 ، مسند البزار 76/18 ، صحیح ابن حبان 4843)

وجہِ استدلال:

ان دو گروہوں سے مولائے کائنات مولا علی کا لشکر اور حضرت معاویہ کا گروہ مراد ہے اور ان کے بیچ سے دین سے نکل جانے والے گروہ سے مراد خوارج ہیں۔ اور اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ خوارج کے خلاف قتال کرنے والا گروہ مولائے کائنات کا لشکر تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے صراحۃً بتادیا کہ:

جو خوارج کو قتل کرے گا وہ حق کے قریب تر ہو گا۔

اور یقیناوہ گروہ مولائے کائنات کا گروہ تھا۔

عمار بن یاسر حق کے ساتھ:

❖ سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبد اللہ بن مسعود کے پاس آیا اور کہنے لگا:

يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! إِنَّ الله عز وجل قد أَمَّنَنَا مِنْ أَنْ يَظْلِمَنَا وَلَمْ يُؤَمِّنَّا مِنْ أَنْ يَفْتِنَّا أَرَأَيْتَ إِنْ أَدْرَكْتُ فِتْنَةً؟

اے ابو عبد الرحمن!

بے شک اللہ جل وعلا نے ہمیں اس بات سے تو مامون فرما دیا کہ وہ ہم پہ ظلم فرمائے۔ لیکن اس نے ہمیں اس سے مامون نہیں فرمایا کہ ہمیں آزمائش میں ڈالے۔

بتائیے کہ اگر میں فتنہ تک جا پہنچوں (تو کیا کروں؟)

حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا: عَلَيْكَ بِكِتَابِ اللهِ

اللہ کی کتاب کو لازم پکڑو۔

اس شخص نے کہا: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ كُلُّهُمْ يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللهِ؟

فرمائیے کہ اگر وہ سبھی کتاب اللہ ہی کی دعوت کے دعوے دار ہوں؟

حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ كَانَ ابْنُ سُمَيَّةَ مَعَ الْحَقِّ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جب لوگوں میں اختلاف ہو جائے تو سُمَیّہ کا بیٹا (حضرت عمار بن یاسر) حق کے ساتھ ہو گا۔

(دلائل النبوة للبیہقی 422/6 ، المعجم الکبیر للطبرانی 10072 ، تاریخِ دمشق 404/43 ، 406)

❖ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إذا اختلف النَّاس كَانَ ابْن سميَّة مَعَ الْحق

یعنی جب لوگوں میں اختلاف ہو گا تو سمیہ کا بیٹا (عمار بن یاسر) حق کے ساتھ ہو گا۔

(الفردوس بماثور الخطاب 1291)

❖ خالد عرنی کہتے ہیں کہ میں اور حضرت ابو سعید خدری حضرت حذیفہ کے پاس گئے اور ہم نے کہا:

يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ

اے ابو عبد اللہ!

آپ نے رسول اللہ ﷺ سے فتنہ کی بابت جو سنا وہ ہمیں بتایئے۔

حضرت حذیفہ نے فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «دُورُوا مَعَ كِتَابِ اللَّهِ حَيْثُ مَا دَارَ»

یعنی رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: اللہ کی کتاب کے ساتھ گھومتے رہو وہ جدھر جائے۔

ہم نے کہا:

فَإِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فَمَعَ مَنْ نَكُونُ؟

جب لوگوں میں اختلاف ہو جائے تو ہم کس کے ساتھ ہوں؟

فرمایا:

انْظُرُوا الْفِئَةَ الَّتِي فِيهَا ابْنُ سُمَيَّةَ فَالْزَمُوهَا، فَإِنَّهُ يَدُورُ مَعَ كِتَابِ اللَّهِ

اس گروہ کو دیکھو جس میں ابنِ سُمَیَّہ ہو، اس کو لازم پکڑو۔ کیونکہ ابنِ سُمَیَّہ اللہ کی کتاب کے ساتھ گھومتا ہے۔

خالد عرنی کہتے ہیں کہ میں نے کہا:

ابنِ سُمَیَّہ کون؟

حضرت حذیفہ نے فرمایا: تم نہیں پہچانتے؟

میں نے کہا: آپ وضاحت فرمائیں۔

حضرت حذیفہ نے فرمایا: عمار بن یاسر۔

(المستدرک علی الصحیحین **2652**)

❖ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے، فرمایا:

يلتقي أهل الشام وأهل العراق، في إحدى الكتيبتين الحق أو قال: الهدى ومعها عمار بن ياسر

اہلِ شام اور اہلِ عراق باہم لڑ پڑیں گے، ان دو لشکروں میں سے ایک میں حق ہو گا، یا فرمایا: ہدایت ہو گی۔ اور حضرت عمار انہی کے ساتھ ہوں گے۔

(تاریخِ دمشق **393/17**)

اس حدیث کے بعد یہ بتانے کی حاجت نہیں کہ حضرت عمار کس لشکر کے ساتھ تھے۔

فئہ باغیہ:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہ کا جنگِ صفین میں مولائے کائنات کے ساتھ ہونا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہونا بھی مولائے کائنات کے حق پر ہونے کی کھلی اور واضح دلیل ہے۔ کیونکہ حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ

تعالی عنہما کو رسول اللہ ﷺ نے ان کی زندگی میں بشارت دے دی تھی کہ انہیں فئہ باغیہ شہید کرے گا اور بالیقین وہ گروہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا گروہ تھا۔

❖ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار سے فرمایا:

وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ

ہائے عمار!

انہیں باغی گروہ شہید کرے گا۔ حضرت عمار انہیں جنت کی دعوت دیں گے اور وہ گروہ انہیں دوزخ کی طرف بلائے گا۔

(صحیح بخاری **436** ، **2657** ، مسند احمد ح **11861** ، صحیح ابن حبان **3415** ، **3416**)

❖ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا لَهُمْ وَلِعَمَّارٍ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ

انہیں عمار سے کیا ہے؟ عمار انہیں جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ عمار کو دوزخ کی دعوت دیں گے۔

(امالی ابن بشران ح **655**)

❖ یونہی اسامہ بن زید یا اسامہ بن شریک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا لَهُمْ وَلِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ، وَكَذٰلِكَ دَأْبُ

الْأَشْقِيَاءِ الْفُجَّارِ

انہیں عمار سے کیا ہے؟ عمار انہیں جنت کی دعوت دیں گے اور وہ عمار کو دوزخ کی جانب بلائیں گے اور بدبختوں، فاجروں کا یہی طریقہ ہے۔

(تاریخ دمشق 402/43)

❖ حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا لَهُمْ وَلِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ، وَكَذَلِكَ دَأْبُ الْأَشْقِيَاءِ الْفُجَّارِ

انہیں عمار سے کیا ہے؟ عمار انہیں جنت کی دعوت دیں گے اور وہ عمار کو دوزخ کی جانب بلائیں گے اور بدبختوں، فاجروں کا یہی طریقہ ہے۔

(المصنف لابن ابی شیبۃ 34423 ، فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 1598 ، تاریخ دمشق 403/43)

❖ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے، کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

أَوْلَعْتُهُمْ بِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ

میں نے انہیں عمار کی لگن لگا دی ہے۔ عمار انہیں جنت کی جانب بلاتے ہیں اور وہ عمار کو دوزخ کی دعوت دیتے ہیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی 13457)

❖ حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار سے فرمایا:

إِنَّكَ لَنْ تَمُوتَ حَتَّى تَقْتُلَكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ النَّاكِبَةُ عَنِ الْحَقِّ

تم اس وقت تک نہ مروگے یہاں تک کہ تمہیں باغی گروہ، حق سے ہٹا ہوا شہید کرے گا۔

(مجمع الزوائد 297/9)

اربابِ علم میں اس بات میں مکمل اتفاق ہے کہ حضرت عمار بن یاسر کو حضرت معاویہ کے گروہ نے شہید کیا۔ حتی کہ اس بات کو حضرت معاویہ نے بھی تسلیم کیا۔

تو کیا جو شخص جنت کی طرف بلا رہا ہو، اس کے برحق ہونے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟؟؟

جو شخص فئہ باغیہ سے مصروفِ قتال ہو، ایک ایسا گروہ جو فرمانِ مصطفی ﷺ کے مطابق دوزخ کی دعوت دینے میں مصروف ہو۔۔۔ اس سے لڑنے والا اگر حق اور صواب پر نہ ہو گا تو پھر نہ جانے ان جاہلوں کی نظر میں حق کے لیے چھت سے کودنا پڑے گا یا سمندر میں چھلانگ لگانا پڑے گی۔۔۔!!!

مولائے کائنات کی جنگیں

حضرت حذیفہ کی نظر میں:

زید بن وہب کہتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ کے گرد بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا:

كَيْفَ أَنْتُمْ وَقَدْ خَرَجَ أَهْلُ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فِئَتَيْنِ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ وُجُوهَ بَعْضٍ بِالسَّيْفِ؟

تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب تمہارے نبی ﷺ کے گھر والے دو لشکروں میں نکلیں گے، تم لوگ ایک دوسرے کو تلوار سے مارتے ہو گے؟

ہم نے کہا:

يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، وَإِنَّ ذَلِكَ لَكَائِنٌ

اے ابو عبد اللہ!

کیا ایسا ہونے والا ہے؟

حضرت حذیفہ نے فرمایا:

أِيْ وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ إِنَّ ذَلِكَ لَكَائِنٌ

ہاں!

اس ذات کی قسم جس نے جنابِ محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ یہ ہونے والا ہے۔

بعض حضرات نے عرض کی:

يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ فَكَيْفَ نَصْنَعُ إِنْ أَدْرَكْنَا ذَلِكَ الزَّمَانَ؟

اے ابو عبد اللہ!

اگر ہم وہ دور پائیں تو ہم کیا کریں؟

حضرت حذیفہ نے فرمایا:

انْظُرُوا الْفِرْقَةَ الَّتِي تَدْعُو إِلَى أَمْرِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَالْزَمُوهَا فَإِنَّهَا عَلَى الْهُدَى

اس گروہ کو دیکھو جو حضرت علی کی جانب بلاتا ہو، اس کے ساتھ جڑ جاؤ کیونکہ وہ ہدایت پر ہے۔

(مسند البزار 2810)

مختصر زوائد البزار میں کہا:

رجالُهُ ثقاتٌ

(مختصر زوائد مسند البزار 174/2)

فتح الباری میں فرمایا:

وَقَدْ أَخْرَجَ الْبَزَّارُ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ

(فتح الباری 85/13)

مولائے کائنات کی جنگیں

حضرت عمار کی نظر میں:

باپائی ذریت بغضِ مولائے کائنات میں سب کچھ بھول چکی ہے۔نہ تو امتِ مسلمہ کے اکابر کی آراء یاد ہیں اور نہ ہی صحابہِ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین میں سے اکابر کی افکار کی جانب توجہ ہے۔

باپائی ذریت کا کہنا ہے کہ اگر معاملہ اجتہادی نہ بنایا جائے تو معاذ اللہ مولائے کائنات کو بچایا ہی نہیں جا سکتا۔ لیکن اگر حضرت سیدنا عمار بن یاسر سے پوچھا جائے تو آپ مولائے کائنات کی جنگوں کو "من جانب اللہ" قرار دے رہے ہیں اور مولائے کائنات کا ساتھ دینا اور ان کے شانہ بشانہ جنگ لڑنا "آزمائشِ خداوندی میں کامیابی" بتا رہے ہیں۔

جنگِ جمل میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا تشریف لائیں تو حضرت عمار بن یاسر نے لوگوں کے سامنے جو خطبہ دیا اس کے الفاظ کچھ اس طرح تھے:

إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهَازَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَلَكِنَّ اللهَ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوهُ أَوْ إِيَّاهَا

میں جانتا ہوں کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ دنیا وآخرت میں رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ ہیں۔ لیکن اللہ جل وعلا نے تمہیں آزمایا ہے کہ تم اُس کی اتباع کرتے ہو یا ام المؤمنین کی۔

ایک روایت میں ہے:

وَلَكِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْتَلَاكُمْ، لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيعُونَ أَمْ هِيَ

لیکن اللہ جل وعلا نے تمہیں آزمایا ہے تاکہ تمہیں پرکھے کہ تم اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا ام المؤمنین کی۔

(صحیح بخاری 3772 ، 7100 ، 7101)

قارئینِ ذی قدر!

حضرت عمار بن یاسر جو یقینی جنتی شخصیت ہیں۔۔۔جو بزبانِ مصطفی ﷺ میزانِ حق ہیں۔۔۔

آپ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کے مقابل مولائے کائنات کی پیروی کو "اطاعتِ خداوندی" قرار دے رہے ہیں۔۔۔

واضح رہے کہ:

یہاں فقط مولائے کائنات کی پیروی کی بات نہیں ، بلکہ ام المؤمنین کے مقابل مولائے کائنات کی پیروی کی بات ہے۔۔۔

کیا ایسے الفاظ محض اجتہادی رائے کے لیے بولے جا سکتے ہیں؟

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو باپائی ذریت کا یہ کہنا سراسر باطل اور ان جہلاء کی جہالت کی سند ہے کہ:

اجتہاد نہ مانو تو معاذ اللہ مولا علی کو بچانا مشکل ہے۔۔۔!!!

خاتمہ

قارئینِ ذی قدر!

سطورِ بالا کے ملاحظہ سے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے کہ مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا شیر خدا اکرم اللہ تعالی وجہہ واخزی شانئہ کی ذاتِ اقدس اس کی محتاج نہیں کہ ان کے بچاؤ کے لیے جنگِ جمل و صفین کو اجتہادی معاملہ بنانا پڑے۔ البتہ اگر جنگِ صفین میں مولائے کائنات کے مقابل آنے والے حضرات کے فعل کو اجتہاد پر نہ محمول کیا جائے تو اُن حضرات پر زیادہ سخت حکم لگ سکتا ہے۔

نیز: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے اگرچہ اجتہادی تھی لیکن عقل و نقل، قرآن وصریح سنت حضرت ابو بکرہ کے اجتہاد کی مساعدت سے انکاری ہے۔ لہذا حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ کے اجتہاد کو لے کر مولائے کائنات کے لیے رکیک الفاظ کا استعمال باپائی ذریت کی سراسر جہالت اور انتہائی ناپاک جسارت ہے۔ علیہم ما علیہم

لیکن ایک چیز جس کا ذکر میں ایک سے زائد بار کر چکا کہ:

سطورِ بالا میں بہت سے ایسے الفاظ گزرے ہیں جو ہمیں اپنی جانب سے بولنا پڑیں تو ہم ہرگز ہرگز ہرگز ان کا تلفظ نہ کریں، لیکن موضوع کی مجبوری کے سبب بحیثیتِ ناقل انہیں نقل کرنا پڑا۔

اور یہ وہ بنیادی وجہ ہے جس کے سبب علمائے اسلام نے اس باب میں کفِ لسان کا حکم دیا۔

لیکن جاہل باپائی ذریت جان بوجھ کر امتِ مسلمہ میں انتشار کا باعث بنی ہوئی ہے۔

ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ٹولہ کسی غیر ملکی ایجنڈے پر کام کر رہا ہے اور ملک دشمن قوتوں سے پیسے بٹور کر ملک میں فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے میں مصروفِ عمل ہے۔

جان بوجھ کر طے شدہ معاملات میں دخل اندازی کرتے ہیں اور ایسے عنوانات کو چھیڑتے ہیں کہ مجبوراً اہلسنت کو ان ناصبیوں کا جواب دینا پڑے۔ پھر جواب کے بعد جواب الجواب اور اس کے ساتھ ہی فرقہ واریت کی آگ۔۔۔۔ اللہ کی پناہ۔

مالک کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ادب والوں میں رکھے۔ باپائی ذریت اور دیگر نواصب کے شر اس ملک کو نجات عطا فرمائے۔

آمین بحرمۃ النبی الامین وآلہ الطاہرین

صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعۃ العین۔ سکھر

05 ربیع الاول 1444ھ

02 اکتوبر 2022ء